سجدۂ سہو سے متعلق متفرق مسائل

بھول سے التحیات کی جگہ الحمد پڑھی، پھر یاد آنے پر التحیات بھی پڑھی، نماز ہوئی، یا نہیں:

سوال: صبح کے دو فرضوں میں امام نے بجائے التحیات کے سہواً الحمد شریف یا اور کوئی آیت قرآنی پڑھی، پھر اس کو یاد آ گیا، اس نے التحیات پڑھ کر سجدہ کیا۔ اس صورت میں کیا سجدۂ سہو واجب تھا اور نماز ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

چوں کہ تاخیر واجب ہوئی، لہذا سجدۂ سہو واجب ہوا، سجدۂ سہو سے نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۱۱)

سنت میں التحیات کی جگہ فاتحہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو لازم ہوگا، یا نہیں:

سوال: سنت مؤکدہ میں بجائے التحیات کے فاتحہ پڑھ دی، یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو ہے، یا نہیں؟

الجواب

نہیں۔ (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۰۲)

قعدہ اولیٰ میں التحیات کی جگہ الحمد شریف پڑھنا:

سوال: کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں بجائے التحیات کے قل ھو اللّٰہ، یا الحمد للّٰہ پڑھنے لگے، بعد یاد آنے کے التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو، یا بغیر التحیات پڑھے کھڑا ہو جائے اور سجدہ سہو کرے۔ نیز قعدہ اخیرہ میں اگر الحمد پڑھنے لگے تو بعد یاد آنے کے التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے، یا اسی وقت سجدہ کر کے پھر التحیات پڑھے۔ نیز

---

(۱) وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو كذا روى عن أبي حنيفة إلخ ولو بدأ بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو عليه، إلخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۷، مكتبه زكريا ديوبند، انيس)

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں سجدۂ سہو ہے۔ واللہ اعلم (ظفیر)

اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی، یا پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی، پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو آئے گا اور اگر پہلے تشہد پڑھا، پھر فاتحہ تو سجدۂ سہو نہیں لازم ہوگا۔ ظفیر

کوئی امام جہری نماز میں نصف الحمد سراً پڑھ گیا، بعد یاد آنے کے شروع سے الحمد پڑھے، یا جہاں سے باقی ہے، وہاں سے شروع کردے آواز سے؟

الجواب

ان اکثر صورتوں میں تاخیر واجب، یا ترک واجب ہے۔ اگر یہ افعال قصداً نہیں کئے اور آخر میں سجدۂ سہو کرلیا تو نماز درست ہوگی، ورنہ واجب الاعادہ ہوگئی، کمافی سائر کتب الفقہ اور نصف الحمد سراً پڑھنے کے بعد جب یاد آوے تو شروع سے جہراً پڑھنا چاہیے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

۱۹صفر ۱۳۵۰ھ۔ (امداد المفتین: ۳۱۶/۲)

التحیات کے بجائے الحمد للہ پڑھنے پر سجدۂ سہو:

سوال: التحیات کے بجائے الحمد پڑھ لی تو کیا سجدۂ سہو ہے؟

(المستفتی: ۶۵۸، مجیدی دواخانہ بمبئی۔ ۲۷/رجب ۱۳۵۴ھ، ۲۶/اکتوبر ۱۹۳۵ء)

الجواب

التحیات کی جگہ الحمد پڑھ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۴۱۷/۳)

قعدہ میں تشہد سے پہلے سورۂ فاتحہ:

سوال: قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بجائے بھول کر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرلے اور پھر یاد آنے پر پوری ''التحیات'' پڑھ لے تو کیا سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے؟ (محمد بن علی مسدوسی، مغلپورہ)

الجواب

اگر تشہد کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھ لے اور بعد میں تشہد پڑھے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا؛ کیوں کہ اس نے واجب کے ادا کرنے میں تاخیر کی اور اگر تشہد پڑھنے کے بعد بھول کر سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

''وإذا فرغ من التشهد وقرأ الفاتحة سهواً فلا سهو عليه ... إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو''. (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۴۳۷/۲-۴۳۸)

(۱) وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱۲۷/۱، ط: ماجدية)

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱۲۷/۱، انيس

قعدۂ اولیٰ، یا ثانیہ میں قبل تشہد، یا اس کے بعد فاتحہ وغیرہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آئے گا، یا نہیں:

سوال: اگر قعدہ اولی، یا ثانیہ میں تشہد سے پہلے، یا بعد میں فاتحہ قرآن کی ایک آیت، یا دو آیت پڑھ جائے تو سجدۂ سہو لازم ہے، یا نہیں؟

الجواب

قعدۂ اولیٰ میں بہر حال لازم ہے اور ثانیہ میں تشہد سے پہلے پڑھے تو واجب ہے، ورنہ نہیں۔

قال الطحطاوی فی حاشیة مراقی الفلاح: ولو قرا آیة فی الرکوع أو السجود أو القومة فعلیه السهو وفی البحر عن البدائع: لاسجود علیه قال صاحب البحر: ولکن ما فی الظهیریة أن علیه السهو إلی) ولو قرأ فی القعود إن قرأ قبل التشهد فی القعد تین فعلیه السهو لترک واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس وإن قرأ بعد التشهد فإن کان فی الأول فعلیه السهو لتأخیر الواجب وهو وصل القیام بالفراغ من التشهد وإن کان فی الأخیر فلاسهو علیه لعدم ترک واجب؛ لأنه موسع له فی الدعاء والثناء بعده فیه والقراءة تشتمل علیهما، آه. (ص: ۲٦۷)(۱) واللہ اعلم

۱۲ر شوال ۱۳۵۸ھ (امداد الاحکام: ۲/ ۳۰۱)

سجدۂ سہو کے بعد تشہد کی جگہ الحمد پڑھ دے تو کیا حکم ہے:

سوال: نماز میں زید نے بوجہ ترک واجب سجدۂ سہو کیا، بعدہ بجائے تشہد الحمد پڑھ گیا، یاد آنے پر مکرر سجدۂ سہو کرے، یا فوراً تشہد شروع کردے؟

الجواب

پھر تشہد پڑھے، دوبارہ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/ ۴۰۴)

تشہد میں سہواً بسم اللہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا:

سوال: مغرب کی دوسری رکعت میں التحیات سے پہلے بسم اللہ شریف سہواً پڑھ جانے سے سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب

تشہد ابن مسعودؓ واجب نہیں؛ بلکہ اولی ہے۔ پس اگر تشہد دوسرے طرق مرویہ کے موافق پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے

(۱) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب سجود السهو، ص: ٤٦١، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس

(۲) السهو فی سجود السهو لا یوجب السهو، لأنه لا یتناهی، کذا فی التهذیب. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/ ۱۳۰، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

اور بعض طرق میں بسم اللہ کی زیادت بھی ہے، لہذا سجدہ سہو تو نہ ہوگا؛ مگر ایسا کرنا اچھا نہیں۔ اب اگر محض بسم اللہ زیادہ کیا تو یہ جائز ہے، لکونہ وارداً اور اگر بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم زیادہ کیا تو اس میں کراہت تنزیہی ہوگی، لکونہ وارداًاور سجدۂ سہو نہ ہوگا، لکونہ زیادۃ فی التشہد لاعلی التشہد واللّٰہ أعلم

احقر عبدالکریم عفی عنہ، الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ، ۵/ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/۲۹۳)

التحیات میں بھول جائے:

سوال: میں التحیات پڑھتے پڑھتے بھول جاتا ہوں، دوبارہ دہراتا ہوں، کیا اس بنا پر سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

هو المصوب

مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳/۱۳۹)

تشہد کے بعد سہو کی صورت میں مکرر تشہد کا حکم:

سوال: قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد کے امام نے سلام پھیر دیا، درود نہیں پڑھا، مقتدی نے اللہ اکبر کہا، اب امام پھر تشہد پڑھ کر سجدہ سہو ادا کرے، یا کہ سجدہ سہو نہ کرے؟

الجواب

خروج بفعل مصلی جو کہ فرض ہے، اس میں تاخیر ہوئی؛ اس لیے سجدۂ سہو واجب ہے اور اسی طرح واجب ہے جس طرح اس کا طریقہ مشروع ہے؛ یعنی تشہد کے بعد؛ کیوں کہ جو تشہد پڑھا جا چکا ہے، وہ قبل سہو ہوا تھا، لہذا وہ کافی نہ ہوگا۔ (۲) فقط

یکم ذی قعدہ ۱۳۲۵ھ (امداد: ۱/۹۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۴۰-۵۴۱)

---

(۱) السابع: التشهد فإنه يجب سجود السهو بتركه ولو قليلاً في ظاهر الرواية؛ لأنه ذكر واحد منظوم فترك بعضه كترك كله ولا فرق بين القعدة الأولٰى أو الثانية. (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۱۶۸/۲، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) اس جواب میں تسامح ہوا ہے اور غالباً منشا تسامح یہ ہے کہ بادی النظر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک یہ امر متعین ہے کہ امام نے سلام جو پھیرا ہے، وہ ناکافی ہے اور اسے دوسرا سلام خروج صلوٰۃ کے لیے پھیرنا ہوگا اور تردد اس کو صرف اس امر میں ہے کہ آیا اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟ اگر کرنا چاہیے تو تشہد پڑھ کر، یا بلا تشہد؟ اس تعیین سے حضرت مولانا کو دھوکا ہوگیا اور انہوں نے جواب دیا کہ خروج بفعل مصلی جو کہ فرض ہے، اس میں تاخیر ہوئی، الخ؛ لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے؛ بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ امام کی نماز تمام ہوگئی اور سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

تنبیہ: اس جواب پر کسی شخص نے دوسرے عنوان سے شبہ کیا ہے، جس کا جواب حضرت مولانا نے بلا مراجعت الی اصل الکتاب دیا ہے، وہ سوال و جواب ملحقات (اب یہ سوال و جواب اسی صفحہ کے سوال: ۴۵۷ میں درج کر دیا گیا) ==

سوال: بہشتی زیور، ص: ۷۰: اگر چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کر کھڑی ہوگئی تو سجدہ و کرنے سے پہلے جب یاد آوے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے؛ بلکہ بیٹھ کر تُرت سلام پھیر کر سجدہ کرے۔ عبارت درمختار بھی اس کی مؤید ہے:

”وإن قعد فی الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائماً صح“. (۱)

فتاوٰی امدادیہ، حصہ اول، ص: ۹۴ میں مذکور ہے: سجدۂ سہو واجب ہے اور اسی طرح واجب ہے جس طرح اس کا طریقہ مشروع ہے؛ یعنی تشہد کے بعد؛ کیوں کہ جو تشہد پڑھا جا چکا ہے، وہ قبل سہو ہوا تھا، لہٰذا وہ کافی نہ ہوگا۔

گزارش یہ ہے کہ عبارت مذکورہ میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــ

یہ قواعد سے لکھ دیا ہوگا، جواب اول صحیح ہے۔

۲۱/ رجب ۱۳۳۲ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۳۴۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۵۴۰)

سجدۂ سہو میں تشہد کی دلیل:

سوال: ایک صاحب اکثر سہو کا سجدہ بلا تشہد کرتے ہیں اور تشہد کا ثبوت حدیث صحیح نص صریح سے مانگتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

فی الحدیث المتفق علیه عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه، قال علیه السلام: ”إذا شک أحدکم فی صلوٰته فلیتحر الصواب فلیتم علیه ثم لیسلم ثم یسجد سجدتین“. (متفق علیه) (۲)

وأیضًا فی المتفق علیه مرفوعًا: حتٰی إذا قضٰی الصلاة وانتظر الناس تسلیمه کبر وهو جالس فسجد سجدتین.

وفی حدیث الترمذی: عن عمران بن حصین أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلٰی بهم فسها فسجد سجدتین ثم تشهد ثم سلم. (۳)

حدیث اول میں **فلیتم علیه** سے تشہد قبل سجدۂ سہو ثابت ہے؛ کیوں کہ بدون تشہد کے صلوٰۃ ناقص ہے، اسی طرح

== تتمہ اولیٰ فتاویٰ امدادیہ، ص: ۳۴۱ میں درج ہیں، سو بجائے اس جواب کے جو وہاں درج ہے، یہ جواب سمجھنا چاہیے کہ مسئلہ بہشتی زیور صحیح ہے اور جواب فتاویٰ غلط ہے اور منشا غلطی عنوان سوال سائل ہے اور صحیح جواب سوال فتاویٰ کا یہ ہے کہ نماز تمام ہوگئی، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ حضرت مولانا مدظلہم العالی نے ترجیح الراجح حصہ سوم، ص: ۲۰۰، مطبوعہ مطبع کانپور میں اس مسئلہ کے متعلق اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے، جیسا کہ سوال: ۴۵۰ کے آخر میں آرہا ہے اور تحقیق کا مشورہ دیا ہے، جو احقر نے عرض کی ہے۔ واللہ اعلم (تصحیح الاغلاط، ص: ۱۷)

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/ ۱۰۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۲) مشکوة المصابیح، کتاب الصلاة، باب السهو، الفصل الأول، ص: ۹۲، فیصل پبلیکیشنز دیوبند، انیس

(۳) جامع الترمذی، باب ماجاء فی التشهد فی سجد تی السهو: ۱/ ۹۰، فیصل پبلیکیشنز دیوبند، انیس

حدیث ثانی سے؛ کیوں کہ بدون تشہد کے انتظار سلام کا نہیں ہوسکتا اور حدیث ثالث سے تشہد بعد سجدۂ سہو ثابت ہے۔ پس مجموعہ سے مجموعہ ثابت ہوگیا۔(۱) فقط واللہ اعلم

یکم ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ (امداد:۸۹/۱)(امداد الفتاویٰ جدید:۵۳۹/۱)

واجب وسنت نماز میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے سے سجدۂ سہو:

سوال: سنت اور واجب نمازوں میں قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہوجاوے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جاوے، یا نہیں؟

الجواب

نمازِ واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے، جو نماز فرض میں ہے۔ پس اس میں اگر قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے گا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں؛ لیکن احوط وجوب سجدہ ہے۔(۲)

اور (سنن وواجب کے) قعدۂ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام ہیں، جو فرض کے قعدۂ اولیٰ کے ترک میں کہ اگر اقرب الی القعود ہو بیٹھ جائے اور اگر اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیوے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۹۳/۴-۳۹۴)

---

(۱) پھر رحمت مہداۃ میں ابوداؤد ونسائی کی روایت سے ایک حدیث سے گزری، جس میں مجموعہ تشہدین مصرح ہے:

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كنت في صلاة فشككت في ثلٰث أو أربع وأكبر ظنك على أربع تشهدت ثم سجدت سجدتين وأنت جالس قبل أن تسلم ثم تشهدت أيضًا ثم تسلم. (ص:۵۳)(منه)(سنن أبي داؤد، باب من قال يتم على أكبر ظنه، ص:۱۴۷، أشرفية ديوبند، انيس)

(۲) ولا يزيد في الفرض على التشهد في القعدة الأولى إجماعاً فإن زاد عامدًا كره فيجب الإعادة أو ساهياً وجب عليه سجود السهو إذا قال "اللّٰهم صلّ على محمد" فقط على المذهب المفتى به لا لخصوص الصلاة بل لتأخير القيام (الدر المختار، باب صفة الصلاة: ۷۷/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(قوله لا يزيد في الفرض) أي وما ألحق به كالوتر والسنن الرواتب وإن نظر صاحب البحر فيها. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد: ۲۲۰/۲، دار الكتب العلمية بيروت، ظفير)

(۳) (سها عن القعود الأول من الفرض) ولو عمليًا أما النفل فيعود ما لم يقيد بالسجدة (ثم تذكر عاد إليه) وتشهد ولا سهو عليه في الأصح (ما لم يستقم قائمًا) في ظاهر المذهب وهو الأصح (وإلا) أي إن استقام قائماً (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة: ۷۷/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(قوله: ولو عمليًا) كالوتر فلا يعود فيه إذا استتم قائماً. (قوله أما النفل فيعود الخ) جزم به في المعراج والسراج وعلله ابن وهبان بأن كل شفع منه صلاة على حدة ولا سيما على قول محمد بأن القعدة الأولى منه فرض ==

قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھنے سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر چار رکعت کے درمیان قعدہ میں سوائے التحیات کے اگر چند لفظ بھی درود شریف کے پڑھے جاویں تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

سہو کا سجدہ واجب ہوگا، اگر اس قدر پڑھ لیا ''اللّٰھم صل علیٰ محمد''. (۱) فقط

(امداد: ۱/۳۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۲۸-۵۲۹)

قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھنے سے سجدۂ سہو:

سوال: تین، یا چار رکعت والی نماز کے درمیانی قعدہ میں التحیات کے بعد اگر درود شریف اللھم صل علی محمد پڑھ لی جائے تو سجدہ سہو واجب ہے، یا نہیں؟ اور ایسا امام جو درود پڑھنے کے بعد سجدۂ سوہ نہ کرتا ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۲۷۹۵، غیاث الدین دہلی، ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ)

الجواب

فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا واجب ہے، درود شریف اگر ''اللّٰھم صلی علی محمد'' تک پڑھ لیا جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، (۲) سجدۂ سہو نہ کیا جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۳/۴۱۸)

== فکانت كالأخيرة و فيها يقعد وإن قام. وحكٰى في المحيط فيه خلافاً، وكذا في شرح التمرتاشي قيل يعود، وقيل لا، وفي الخلاصة: و الأربع قبل الظهر كالتطوع وكذا الوتر عن محمد وتمامه في النهر، لكن في التتارخانية عن العتابية قيل في التطوع يعود ما لم يقيد بالسجدة والصحيح أنه لايعود، آه. وأقره في الإمداد، لكن خالفه في متنه تأمل. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۸۳، ظفير)

(۱) وجب عليه السهو إذا قال: أللّٰهم صل علىٰ محمد فقط. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۷۷، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۲) (وتأخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن) وقيل بحرف وفي الزيلعي، الأصح وجوبه باللّٰهم صل علىٰ محمد. (التنوير وشرحه، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۱، ط: سعيد)

(۳) والإعادة في العمد والسهو إذا لم سيجد لتكون مؤداة على وجه لا نقص فيه فإذا لم يعدها كانت مؤداة أداء مكروها كراهة تحريم وهذا هو الحكم في كل واجب تركه عامدا أو سهوا. (البحرالرائق، باب سجود السهو: ۱/۳۱۲، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انيس)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ دے، یا سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: چار رکعت کی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد میں بعد چند الفاظ درود کے اور زائد پڑھ دیئے تو اس پر سجدۂ سہو ہوگا، یا نہیں؟ اور اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

سجدۂ سہو واجب ہے، اگر دونوں طرف سلام پھیر دے، تب بھی سجدۂ سہو کرے۔(۱)(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۱۲)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا:

سوال: قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ البحر الرائق میں ہے:

”ذکر فی البدائع أنه یجب علیه السجود عنده وعندهما لایجب؛لأنه لو وجب لوجب لجبر النقصان ولایعقل نقصان فی الصلاة علیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ووجه قول الإمام أنه لایجب علیه با لصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بل بتأخیر الفرض وهو القیام إلا أن التأخیر حصل بالصلاة“.(۲)

”وفی القهستانی عن الروضة:وبه (أی بقول الصاحبین)أفتیٰ بعض أهل زماننا،واستقبح محمد السهو لأجل الصلاة علیه صلی اللّٰه علیه وسلم ،کما فی المحیط،ونعم ماقال روّح اللّٰه روحه؛لکن فی المضمرات:أن الفتویٰ علیٰ قوله (أی الإمام)انتهیٰ.(۳)(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۲۱۵)

اگر قعدۂ اولی میں درود پڑھنے لگے:

سوال: ایک شخص نے دوسری رکعت میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہونے کے بجائے درود شریف بھی پڑھنا شروع کردیا، بعد میں یاد آیا، تو درود شریف کو درمیان میں چھوڑ کر کھڑا ہوگیا تو کیا سجدۂ سہو لازم ہوگا؟ اور درود شریف کے کتنے الفاظ سے سجدۂ سہو کی ضرورت ہوگی؟ (محمد یوسف، قاضی پورہ، عبدالستار، مغل پورہ)

---

(۱) عن ثابون رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:لکل سهو سجدتان بعد ما یسلم.(إعلاء السنن، باب وجو سجود السهو وکونه بین السلامین:۷/۱۵۲،إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة باکستان،انیس)

(وتأخیرقیام إلی الثالثة بزیادة علی التشهد بقدرر کن)وقیل بحرف وفی الزیلعی:الأصح وجوبه باللّٰهم صل علیٰ محمد.(الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،کتاب الصلاة،باب سجود السهو:۲/۸۳،ظفیر)

(۲) البحرالرائق،کتاب الصلاة،باب سجود السهو:۲/۱۷۲،دارالکتب العلمیة بیروت، انیس

(۳) جامع الرموز،فصل فی سجود السهو،ص:۱۰۳،ط:نولکشور لکناؤ،انیس

الجواب

اگر درود شریف ''اللّٰھُمَّ صل علی محمد'' تک پڑھ چکا تھا کہ یاد آیا اور اٹھ گیا تو ''قیام'' جو رکنِ نماز ہے، تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگیا، سجدۂ سہو کرلے، نماز ہوجائے گی، سجدۂ سہو بھی نہ کی تو نماز کا لوٹانا واجب ہوگا، اگر اس سے کم ہی حصہ پڑھا تھا کہ اٹھ کھڑا ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں، یوں ہی نماز مکمل کرلے۔

وفي الزيلعي: الأصح وجوبه باللّٰهم صل علىٰ محمد. (۱)

وقال بعضهم: لايجب عليه حتىٰ يقول وعلى آل محمد والأول أصح. (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۳۸)

درود کا کچھ حصہ چھوٹ گیا اور دعا کے بعد اس نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس پر سجدہ نہیں:

سوال: اگر 'اللّٰهم بارک' سے 'حميد مجيد' تک قعدۂ آخری میں سہواً نہ پڑھا جاوے اور دعاء ماثورہ پڑھتے وقت اس کو یاد آوے، پس وہ باقی ماندہ دعا چھوڑ کر درود شریف کی طرف انتقال کرے، یا نہیں؟ اور اس پر سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب

انتقال کرنا مناسب ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم: ۴/۳۹۱-۳۹۲)

امام نے بھول کر پہلے قعدہ میں دونوں طرف سلام پھیر دیا تو باقی نماز پڑھ سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟ اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (۴) باقی رکعات پڑھ کر آخر میں سجدۂ سہو کرلیوے، نماز صحیح ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۱۱-۴۱۲)

---

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۱، دارالفكر بيروت، انيس

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثانى عشر فى سجود السهو: ۱/۱۲۷، انيس

(۳) وسننها رفع اليدين للتحريمة، الخ، و الصلاة على النبى (صلى الله عليه وسلم) فى القعدة الأخيرة. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب سنن الصلاة: ۱/۴۷۴-۴۷۷، ظفير)

(۴) (إلاّ السلام ساهياً) للتحليل أى للخروج من الصلاة قبل إتمامها علىٰ ظن إكمالها فلا يفسد. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۶۱۵، دارالفكر بيروت، ظفير)

اگر درمیان قعدہ میں سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو:

سوال: اگر نمازی نے وسط کے قعدہ میں ہی ایک طرف، یا دونوں طرف سلام پھیر دیا اور بعد میں یاد آیا کہ ابھی نماز تمام نہیں ہوئی اور اسی نیت سے کھڑے ہوکر نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

وسطِ قعدہ میں درود اور دعا پڑھ کر سلام [پھیر] دیا تو بسبب تاخیر کے سہو آوے گا اور جو کچھ نہیں پڑھا اور بعد سلام کے کھڑا ہوگیا تو قلیل وقفہ کے سبب سجدہ سہو نہ آوے گا۔

(بدست خاص، سوال: ۱۵۵) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۸-۱۷۹)

دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی:

(الجمعیۃ، مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۲۸ء)

سوال: ایک شخص نے دو رکعت والی نماز پڑھی، قعدۂ اخیر میں بیٹھتے ہی سلام موڑ دیا، التحیات اور درود شریف وغیرہ کچھ نہیں پڑھا؟

الجواب

نماز نہیں ہوئی، لوٹانا ضروری ہے۔(۱) (کفایت المفتی: ۴۱۹/۳)

مغرب میں دو رکعت پر سلام پھیر دے:

سوال: مغرب کی نماز میں امام صاحب سے سہو ہوگیا، انہوں نے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دیا، حالاں کہ مقتدیوں نے اللہ اکبر کہہ کر متنبہ بھی کیا تھا، امام صاحب نے قبلہ سے منہ پھیرا بھی نہیں تھا اور نہ بات کی تھی، پھر بھی شروع سے دوبارہ نماز پڑھائی تو کیا اگر بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دے، پھر یاد آئے تو کھڑا ہوکر تیسری رکعت مکمل نہیں کرسکتا؟ (محمد جہانگیر الدین طالب، باغ امجد الدولہ)

الجواب

اگر تین رکعت کے بجائے دو رکعت پر سلام پھیر دے اور بعد میں تیسری رکعت بھول جانا یاد آجائے، ابھی تک سینہ قبلہ سے ہٹا نہ ہو اور کوئی گفتگو، یا نماز کے منافی عمل نہ کیا ہو تو اس کے لیے ایک رکعت پوری کرلینے کی گنجائش ہے، البتہ

(۱) (ولها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد له، إلخ. (التنوير وشرحه، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ١/٤٥٦، ط: سعيد)

اخیر میں سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؛ تاہم اگر امام صاحب نے نماز دہرالیا تو اس میں بھی حرج نہیں؛ بلکہ زیادہ احتیاط ہے۔

(ویسجد للسهو ولو مع سلامه)...(ما لم يتحول عن القبلة أويتكلم).(۱)

اگر خود یاد نہ آیا؛ بلکہ کسی اور نے یاد دلایا تو اگر اس نے ایک لحہ تفکر کیا اور خود اسے یاد آ گیا، پھر اس نے کھڑے ہوکر نماز پوری کر لی تو یہ درست ہے؛ لیکن اگر اسے خود یاد نہیں آیا اور نماز سے باہر کسی شخص کی یاد دہانی پر کھڑا ہوا تو نماز درست نہیں ہوگی۔ (کتاب الفتاویٰ:۴۳۹/۲)

امام بھول جائے اور سلام کے بعد توقف کر کے پورا کرے تو سجدۂ سہو ہے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۱۴/نومبر ۱۹۲۷ء)

سوال: امام نے مغرب کی نماز میں دو رکعت ختم کر کے سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا، اس پر آخر صف کے مقتدیوں نے کہا کہ نماز دو رکعت ہوئی ہے اور اس گفتگو میں خاصہ شوروشغب ہوگیا، اس کے بعد امام نے پھر ایک رکعت نماز پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا، یہ نماز ہوئی، یا نہیں؟ امام کہتا ہے کہ جب تک امام کا سینہ قبلہ سے نہ پھرے، اس وقت تک وہ نماز سجدۂ سہو ادا کرنے سے ہو جاوے گی، جن مقتدیوں نے گفتگو کی نماز کا کیا حکم ہے؟ (امام حنفی ہے مقتدیوں میں حنفی شافعی اور غیر مقلد تھے۔)

الجواب

ہاں اگر امام نے خود کلام نہ کیا اور نہ قبلہ سے منحرف ہوا تو ایک رکعت پڑھ لینے اور سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہوگئی اور جن مقتدیوں نے کلام نہیں کیا (اور امام کے ساتھ تیسری رکعت پڑھ لی) ان کی نماز بھی ہوگئی اور جن لوگوں نے کلام کیا، ان کی نمازیں باطل ہوگئیں۔ (۲) ان کو اپنی نمازیں از سرِ نو پڑھنی چاہئیں؟

محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی:۴۱۹/۳)

سوال بالا کا دوسرا جواب:

(الجمعیۃ، مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۲۸ء)

الجواب

امام کی اور ان مقتدیوں کی جنھوں نے بات نہیں کی اور قبلہ رخ رہے، نماز ہوگئی اور جن مقتدیوں نے بات کی؛ یعنی

---

(۱) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۰۳/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) ويسجد للسهو ولو مع سلامه ناويا للقطع ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم لبطلان التحريمة. (التنوير وشرحه، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۹۱/۲، ط: سعيد)

یہ جملہ کہا کہ ''دو رکعت نماز ہوتی ہے''، اگر وہ حنفی ہیں تو مذہب حنفی کے بموجب ان کو اپنی نماز دہرا لینی چاہیے۔(۱) رہے شافعی اور غیر مقلد تو اگر وہ اس کو مفسد نماز نہ سمجھیں تو حنفیوں کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۳/۴۱۹-۴۲۰)

بھول کر سلام پھیرنے کے بعد تکمیل صلوٰۃ:

سوال: اگر صلوٰۃ رباعیہ میں بھول کر دو پر سلام پھیر دے اور قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر چل دے اور پھر یاد آجائے تو اس پر بنا کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ طحطاوی میں لکھتے ہیں کہ ''جب تک مسجد سے خارج نہ ہو جائز ہے''۔(۲) فقط

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اور کتب میں بھی یہی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو: البحر وطحطاوی علی ھامش الدر المختار ومنیہ وغنیۃ وغیرہ۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۲/۱۳۶۱ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۲/۱۳۶۱ھ۔ الجواب صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۲/۱۳۶۱ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۵۲)

خارج نماز کے قول پر امام کے عمل کا حکم اور حدیث ذوالیدین کی تحقیق:

سوال: صلوٰۃ مغرب میں امام نے سہواً دو رکعت پر سلام پھیرا اور سلام ہی پھیرنے میں اس کو شبہ ہوا کہ شاید دو

---

(۱) يفسدها التكلم،وهو النطق بحرفين أو حرف مفهم.(الدر المختار،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۶۱۳،سعيد)

(۲) "إذا سلم ساهيًا على الركعتين مثلاً،وهو في مكانه ولم يصرف وجهه عن القبلة،ولم يأت بمناف عاد إلى الصلاة من غير تحريمة،وبنى على مامضى،وأتم ماعليه،ولو اقتدىٰ به إنسان في هذه الحالة صح وأما إذا انصرف وجهه عن القبلة، فإن كان في المسجد ولم يأت بمناف،فكذالک؛لأن المسجد كله في حكم مكان واحد؛لأنه مكان الصلاة وإن كان قد خرج من المسجد،ثم تذكر،لايعود،وفسدت صلاته".(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو،ص:۴۷۳، قديمي)

(۳) (قوله :(إن توهم مصلي الظهر أنه أتمها فسلم،ثم علم أنه صلىٰ ركعتين،أتمها وسجد اللسهو)...وحكمه أنه إن كان في المسجد ولم يتكلم وجب أن يأتي به وإن انصرف عن القبلة؛ لأن سلامه لم يخرجه عن الصلاة.(البحر الرائق،كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/۱۹۶،رشيدية)

"(ولـو مع سلامه)ناوياً(للقطع مالم يتحول عن القبلة أو يتكم) ... مادام في المسجد".(حاشية الطحطاوي على الدر المختار،كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/۹۱،دارالفكر بيروت،انيس)

قال الحلبي:(و إن سلم علىٰ رأس الركعتين في الظهر علىٰ ظن أنه أتمها،ثم تذكر)أنه إنما صلىٰ ركعتين فقط (يتمها ويسجد للسهو)؛لأنه سلم علىٰ ظن إتمام الاربع،فيكون سلامه سهواً.(غنية المستملي لإبراهيم الحلبي الكبير،فصل في سجود السهو،ص:۴۶۲،سهيل اكادمي لاهور)

رکعتیں پڑھیں؛ مگر عدم تیقن اور اس شبہ کی مرجوحیت کے باعث توجہ نہ کی، سلام پھیرنے کے بعد مقتدی نے کہا: دو رکعت ہوئیں۔ مقتدی کے اس قول سے اس کا شبہ راجح ہوا اور امام فوراً کھڑا ہو گیا، سب مقتدی بھی کھڑے ہو گئے اور تیسری رکعت پر سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لیا۔ نماز ہوئی، یا نہیں؟ اگر ہوئی تو اس مقتدی متکلم کی بھی ہوئی، یا نہیں؟ اسی میں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ تکلم عند الاحناف مطلق مفسد صلوٰۃ ہے، خواہ لاصلاح الصلوٰۃ ہو، یا نہیں۔ ذوالیدین کی حدیث کس حدیث سے منسوخ ہے؟

الجواب

اس قسم کی جزئیات (۱) میں فروع مختلف لکھی ہیں، **کما یظهر من مطالعة الدر المختار ورد المحتار، ص: ٥٩٦، ٦٥٠، ٦٧٣**؛ لیکن اس باب میں طحطاوی نے خوب فیصلہ کیا ہے، جس سے سب فروع بھی متفق ہو جاتی ہیں۔ شامی نے صفحہ: ۵۹۶ میں اس طرح نقل کیا ہے:

وقال "ط": لو قيل بالتفصيل بين كونه امتثل أمر الشارع فلا تفسد وبين كونه امتثل أمر الداخل مراعاة لخاطره من غير نظر لأمر الشارع فتفسد لكان حسنا، آه. (۲)

پس جب (۳) امام کا شبہ راجح ہو گیا تو امر شارع کے سبب سے وہ کھڑا ہوا ہے؛ اس لیے اس کی اور مقتدیوں کی سب کی نماز ہو گئی، بجز کلام کرنے والے مقتدی کے کہ اس کی نماز بوجہ کلام کے فاسد ہو گئی، جیسا حنفیہ کا مذہب مشہور اور متون میں مذکور ہے اور حدیث کے متعلق بحث اس مسئلہ میں یہ ہے کہ مسلم میں یہ تین حدیثیں نہی عن الکلام میں وارد ہیں، ایک معاویہ بن حکم اسلمی کی، جس میں یہ ارشاد ہوا ہے:

"إن هٰذه الصلاة لا تصلح فيها شيء من كلام الناس".

قلت: عموم شئ لكونه نكرة ووقوعه تحت النفي يشمل كل كلام بأي وجه كان عامدًا أو ناسيًا أو لإصلاح الصلاة.

دوسری حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نجاشی رضی اللہ عنہ کے پاس سے آنے کے وقت:

فقلنا: يا رسول اللّٰه! كنا نسلم عليك في الصلاة، قال: إن في الصلاة شغلاً. (۴)

تیسری زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی:

(۱) یعنی تلقین من الخارج میں۔ سعید

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام الصف الأول: ١/٥٧١، دار الفكر، بيروت، انيس

(۳) اس مسئلہ میں مجھے شرح صدر نہیں ہوا، غور کر لیا جائے۔ (تصحیح الاغلاط، ص: ۱۵)

(۴) الصحيح لمسلم، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته: ١/٢٠٢، فاروقية بكڈپو، انيس

"كنا نتكلم فى الصلاة (إلٰى قوله)فأمرنا بالسكوت ونهينا عن الكلام". (۱)

قلت:إطلاق الكلام فى الحديث الأخير وكذا كونه منافيا لشغل الصلاة،كما فى الحديث قبله يعم كل كلام.

اور یہ تینوں حدیثیں بوجہ اشتمال علی النہی کے حدیث ذوالیدین سے ظاہراً معارض ہیں۔

اب مسلک مشہور علمائے حنفیہ کا یہ ہے کہ قصہ ذی الیدین کو نہی عن الکلام سے مقدم کہتے ہیں؛اس لیے قصہ ذی الیدین کو منسوخ اور نہی عن الکلام کو ناسخ قرار دیتے ہیں،اس پر شبہ مشہور ہے کہ رجوع عن الحبشہ ابتدا میں ہوا ہے اور قصہ ذی الیدین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اوران کا اسلام بعد خیبر کے ہوا ہے، پس حدیث نہی کی مقدم ہے اور حدیث کلام کی مؤخر ہے، پس نسخ صحیح نہیں اور حنفیہ نے جواب دیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ میں موجود ہونا مسلم نہیں اور سند منع یہ ہے کہ ذوالیدین بدر میں شہید ہوئے ہیں اور بدر خیبر سے بہت پہلے ہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس قصہ میں کس طرح موجود ہو سکتے ہیں؟اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسی اور سے روایت کرتے ہیں، پس ممکن ہے کہ یہ قصہ حدیث نہی عن الکلام سے مقدم ہو اور منسوخ ہو۔ باقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ "**بينا أنا أصلى**" یا "**صلى بنا**" یا "**صلى لنا**"، محمول ہے معنیٰ "**صلى بالمسلمين**" اور روایت بالمعنی پر، پھر اس پر یہ شبہ ہوا ہے کہ مقتول بالبدر ذوالشمالین ہیں، نہ کہ ذوالیدین، پھر اس کا جواب دیا ہے کہ دونوں نام ایک ہی کے ہیں، پھر اس شبہ ہوا کہ امکان تقدم سے وقوع تقدم لازم نہیں آتا، جواب یہ ہے کہ مبیح اور محرم میں جب تعارض ہوتا ہے بدلیل مذکور فی الاصول، مبیح کو مقدم رکھ کر منسوخ کیا جاتا ہے۔ یہ مختصر کلام ہے، جو جانبین سے پیش کیا جاتا ہے اور اس احقر کا مسلک ان سب دعووں سے قطع نظر کر کے یہ ہے کہ آپ کا کلام فرمانا خصوصیات میں سے ہو سکتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا کلام رسول کے ساتھ تھا اور کلام مع الرسول مفسد صلوٰۃ نہیں، جیسا بعض علمانے اس حدیث میں لکھا ہے کہ آپ نے ابی بن کعب کو پکارا تھا، پھر بعد نماز کے آپ نے یہ آیت یاد دلائی ﴿**استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم**﴾ (الآية) (۲) یا کلام بالایماء ہو، جیسا ابوداؤد میں ہے: "**أومىء**(۳)**أى نعم عدم فساد بالكلام مع الرسول**" اور ایماء کو نووی نے شرح مسلم، صفحہ: ۲۱۴ میں نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

(امداد: ۱/۸۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۳۴-۵۳۶) ☆

---

(۱)　الصحيح لمسلم،باب تحريم الكلام فى الصلاة ونسخ ماكان من إباحته: ۱/۲۰۲،فاروقية بكڈپو،انيس

(۲)　سورة الأنفال،پ: ۹،ركوع: ۳

(۳)　عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِلَى خَالِدِ بْنِ سُفْيَانَ الْهُذَلِىِّ - وَكَانَ نَحْوَ عُرَنَةَ وَعَرَفَاتٍ - فَقَالَ اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ قَالَ فَرَأَيْتُهُ وَحَضَرَتْ صَلاَةُ الْعَصْرِ فَقُلْتُ إِنِّى لأَخَافُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِى وَبَيْنَهُ مَا إِنْ أُؤَخِّرُ الصَّلاَةَ فَانْطَلَقْتُ أَمْشِى وَأَنَا أُصَلِّى أُومِءُ إِيمَاءً نَحْوَهُ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَالَ لِى مَنْ أَنْتَ؟　==

چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیرنے کی صورت میں سجدۂ سہو کی تحقیق:

سوال: حضرت تھانوی نے بہشتی زیور میں لکھا ہے: ''چار رکعت والی نماز میں، بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کرے، اخیر میں سجدۂ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی'' اور بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو سجدہ سہو نہ کرے؛ بلکہ نماز کا اعادہ کرے؛ کیوں کہ پہلا سلام دو چیزوں؛ یعنی نماز سے باہر ہونے اور قوم کی تحیت کے لیے ہے اور دوسرا سلام صرف باقی نمازیوں کی تحیت کے لیے؛ اس لیے یہ دوسرا سلام کلام کی مانند ہوگا اور کلام منافی نماز ہے؛ اس لیے سجدۂ سہو کو ساقط کرتا ہے، پس اعادہ لازم ہے۔ ان دونوں قولوں میں شدید اختلاف ہے، مفتی بہ قول کون سا ہے؟

الجواب

بہشتی زیور کا قول ہی مفتی بہ ہے۔(۱) واللہ اعلم

إن توهم مصلى الظهر أنه أتمها فسلم ثم علم أنه صلى ركعتين أتمها وسجد للسهو؛ لأنه عليه السلام فعل كذلك في حديث ذي اليدين ولأن السلام ساهيًا لا يبطل الصلوٰة...وحكمه أنه إن كان في المسجد ولم يتكلم وجب أن يأتي به وإن انصرف عن القبلة؛ لأن سلامه لم يخرجه عن الصلاة.(۲)

وفي الدر المختار: (إلا السلام ساهيًا) للتحليل أي للخروج من الصلوٰة قبل إتمامها على ظن إكمالها فلا يفسد.(۳)

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۴/۶/۱۳۹۸ھ (فتویٰ: نمبر ۶۹۲/۲۹، ب) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۵۴۱)

== قُلْتُ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَجْمَعُ لِهَذَا الرَّجُلِ فَجِئْتُكَ فِي ذَاكَ. قَالَ إِنِّي لَفِي ذَاكَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً حَتَّى إِذَا أَمْكَنَنِي عَلَوْتُهُ بِسَيْفِي حَتَّى بَرَدَ. (سنن أبي داؤد، باب صلاة الطالب، رقم الحديث: ۱۲۵۱، انیس)

☆ **امام کی اطلاع پر مقتدی کے عمل کا حکم:**

سوال: مسافر امام کے ساتھ مقیم مقتدی سلام پھیر دے اور امام یوں کہے کہ کھڑے ہو جاؤ، یا نماز پوری کرو اور وہ بلا اعتماد علی ظنہ کھڑا ہو، جس کا یہ مطلب ہے کہ محض امام کے کہنے سے، یا برابر والے کے بتلانے اور تعلیم کرنے سے مفسد صلوٰۃ ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہی تفصیل ہے، جیسے سوال بالا کے جواب میں گزری ہے۔ فقط

(امداد: ۱/۸۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۳۶)

(۱) بہشتی زیور حصہ دوم، ص: ۱۴۱ (طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ)

(۲) الدر المختار، باب سجود السهو، قبيل باب صلاة المريض: ۲/۱۹۶، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

(۳) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۶۱۵، طبع سعيد

وکذا فی فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۱۲، وکفایت المفتی: ۳/۳۷۳ (محمد زبیر حق نواز)

اگر چار رکعت والی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بھی بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کسی نے چار رکعت نماز شروع کی اور تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا تو نماز صحیح ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، نماز صحیح ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۵/۴)

امام عشا میں تیسری رکعت میں بیٹھ گیا، مگر فوراً کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے:

سوال: امام عشا کی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بیٹھا، مقتدی کے بتلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا، دیر نہیں لگی۔ نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں کہ امام دیر تک نہیں بیٹھا فوراً کھڑا ہو گیا، سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو گئی، کذا فی الشامی ۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۷/۴)

تیسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً اٹھ گیا تو کیا حکم ہے:

سوال: امام تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا مقتدی کے الحمد للہ کہنے سے معاً کھڑا ہو گیا اور بیٹھنے میں بوجہ شک کے بانتظار الحمد للہ کچھ نہیں پڑھا تھا، بعد میں سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز ہو گئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اگر جلسۂ خفیفہ ہوا تھا اور دیر تک نہیں بیٹھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں تھا، نماز ہو گئی۔(۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱۴/۴)

---

(۱) ویلزمه السهو إذا زاد فی صلاته فعلاً من جنسها لیس منها و هٰذا یدل علٰی أن سجدة السهو واجبة هو الصحیح؛ لأنها تجب لجبر نقصان تمکن فی العبادة. (الهدایة، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۴۰/۱، ظفیر)

(۲) وکذا القعدة فی آخر الرکعة الأولٰی أو الثالثة فیجب ترکها ویلزم من فعلها أیضًا تأخیر القیام إلی الثانیة او الرابعة عن محله وهذا إذا کانت القعدة طویلة أما الجلسة الخفیفة التی استحبها الشافعی فترکها غیر واجب عندنا. (رد المحتار: ۴۳۸/۱، ظفیر) (باب صفة الصلاة، مطلب: لاینبغی أن یعدل عن الدرایة إذا وافقتها روایة: ۴۶۹/۱، دار الفکر بیروت، انیس)

(۳) ویکبر للنهوض علٰی صدور قدمیه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لابأس به. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۷۶/۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

ولاینافی هٰذا ما قدمه الشارح فی الواجبات حیث ذکر منها ترک قعود قبل ثانیة ورابعة لأن ذاک محمول علی القعود الطویل ولذا قیدت الجلسة هنا بالخفیفة. (رد المحتار، فصل فی بیان تالیف الصلاة، ظفیر) (کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: فی إطالة الرکوع للجائی: ۲۱۴/۲، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

تیسری رکعت میں بیٹھنے سے سجدۂ سہو:

سوال: اگر امام تیسری رکعت میں ظہر، یا عصر کی بیٹھا قعدہ... ی نیت سے؛ لیکن مقتدیوں نے فوراً لقمہ دیا کہ ابھی بیٹھ کر کچھ بھی پڑھنے نہیں پایا تھا کہ "سبحان اللّٰہ" کہہ کر متنبہ کر دیا، امام فوراً کھڑا ہوگیا۔ اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا پڑے گا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۳۲)

تیسری رکعت پر تسبیح کے بقدر بیٹھنے سے سجدۂ سہو کا وجوب:

سوال: منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں بیٹھنے سے سجدہ سہو لازم ہے اور یہ عبارت ہے: "**ويجب سجدة السهو بمجرد الجلوس**" اور صاحب مفتاح الصلوٰۃ نے مقدار ایک تسبیح کی قید لگائی اور شامی میں مجرد جلوس موجب سہو نہیں لکھا ہے؛ یعنی بقدر جلسۂ استراحت اگر سہوا کوئی شخص جلسہ کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں؛ کیوں کہ یہ جلسہ استراحت کا اختلاف بین الشافعیۃ والحنفیۃ اختلاف فی السنیۃ وعدم السنیۃ ہے، پس جس نے جلسۂ استراحت کے مقدار جلسہ کیا، اس نے سنت کے خلاف سہوا کیا اور سجدۂ سہو ترک واجب سے ہوتا ہے، نہ کہ ترک سنت سے، پس جب اختلاف فقہاء کی عبارات میں ہوتا ہے تو یہاں بھی احتمال ہے؛ اس لیے تحقیق کی درخواست کی، خود مجھے ایسا اتفاق ایک مرتبہ ہوگیا، میں نے شامی کی رائے کو راجح سمجھ کر اس پر عمل کر لیا تھا؛ مگر پھر بھی اپنے جی کو اس مسئلہ میں پورا اطمینان نہیں، اس دوسرے مسئلہ میں حضور کی کیا تحقیق ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

مجھ کو بھی مدت سے تردد ہے۔(۲)

---

(۱) و يكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۷٦/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

"ولاينا في هذا ماقدمه الشارح في الواجبات حيث ذكر منها ترك قعود ثانية ورابعة؛ لأن ذاك محمول على القعود الطويل، ولذا قيدت الجلسة هنا بالخفيفة". (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي: ۲۱٤/۲، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) اس مقام کی تحقیق پر ایک حاشیہ برخوردار مولوی محمد تقی سلمہ نے لکھا ہے، جو میرے نزدیک صحیح ہے۔(محمد شفیع عفی عنہ) ==

مگر عمل اس پر ہے کہ بجز دجلوس سجدۂ سہو کرتا ہوں، لا لانہ ترک السنة بل لان فیه التاخیر فی القیام اور ایک تسبیح کی قدر تو عادۃ جلوس ہو ہی جاتا ہے اس میں ذرا غور کیجئے۔

۲۰/ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ،ص:۱۰۷)(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۵۲۹-۵۳۳)

== أقول وبالله استعين

عبارات ذیل زیر بحث مسئلے میں قابل غور ہیں:

قال في ملتقى الأبحر: ويجب إن قرأ في ركوع أوقعود أوقدم ركنا أوآخره أوكرره أوغير واجبا أوتركه كركوع قبل القراءة وتأخير القيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد،وقال شارح العلامة شيخ زاده واختلفوا في مقدار الزيادة فقال بعضهم بزيادة حرف وكلام المصنف يشير إلىٰ هٰذا أوقال بعضهم بقدر ركن وهوالصحيح كما في أكثر الكتب (مجمع الأنهر: ۱/۱٤۸)

(۲) وقال تحته شارحه العلامة ابن عابدين بقدر ركن. (بالحوالة المسطورة)

(۳) قال الإمام ظهير الدين المرغيناني لايجب بقوله أللّٰهم صلّ علىٰ محمد وإنما المعتبر مقدارما يؤدى فيه ركنان كذا في الظهيرية (برجندي شرح الوقاية: ۱/۱٤۹)

(۴) قال ابن البزاز الكزدري: سها في صلاته إنها الظهرأوالعصر أوغير ذلك إن تفكر قدر مايؤدى فيه ركن كالركوع لزم وإن قليلاً فإن شك في صلاة صلاها،إلخ.(الجامع الوجيزعلىٰ هامش الهندية: ٤/٧٠)

ان تمام عبارات سے مشترکہ طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تاخیر واجب کی مقدار اکثر فقہاء نے یہ قرار دی ہے کہ اتنی دیر تاخیر ہو جائے جس میں کوئی رکن نماز مثلاً رکوع یا سجدہ وغیرہ ادا ہو سکے اور وہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے وقفہ میں ہوتا ہے۔

به صرح الطحطاوي في حاشيته على المراقي حيث قال:ولم يبينوا قدرالركن وعلىٰ قياس ما تقدم أن يعتبر الركن مع سننه وهومقدربثلاث تسبيحات.(الطحطاوي:۲٥۸)(حاشية الطحطاوي،باب سجود السهو،٤٧٤، دارالكتب العلمية،انيس)

اس قول کے علاوہ بھی بہت سے اقوال ذکر کیے گئے ہیں جن میں سے یا تو مرجوح ہیں یا وہ کہ جن کا مآل یہی نکلتا ہے،صاحب تنویر الابصار نے اس مسئلہ کو دوجگہ ذکر کیا ہے اور بظاہر دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے باب صفۃ الصلوٰۃ میں ان کی عبارت یہ ہے۔(فإن زاد عامدًا كره) فتجب الإعادة(أوساهيًا وجب عليه سجود السهو إذا قال أللّٰهم صل علىٰ محمد)فقط(على المذهب)المفتى به لا خصوص الصلوٰة بل لتأخير القيام (شامي: ۱/ ٤٧٧)(الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ۲/۲۲۰،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

اس کے تحت علامہ شامیؒ نے کئی اقوال نقل کر کے بحر،زیلعی،شرح منیہ کبیری وغیرہ سے اسی کو صحیح قرار دیا اور علامہ رملیؒ اور شرح منیہ صغیری سے وعلىٰ آل محمد کی زیادتی کا مرجح ہونا ذکر کیا ہے۔

اور باب سجود السہو میں صاحب تنویر فرماتے ہیں:وتأخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد بقدرركن۔(الدرالمختار مع ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/۸۱،دارالفكر بيروت،انيس)

صاحب درمختار نے لکھا:وقيل بحرف وفي الزيلعي الاصح وجوبه باللهم صلى على محمد.(ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/۸۱،دارالفكر بيروت،انيس)

علامہ ابن عابدین نے اس تعارض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: (قوله وفي الزيلعي إلخ)جزم به المصنف في متنه في فصل إذا أراد الشروع وقال أنه المذهب واختاره في البحر تبعًا للخلاصة والخانية والظاهرانه لاينافي قول المصنف هنا بقدرركن تأمل.(شامي: ۱/٦۹٤)(ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/۸۱،دارالفكر بيروت،انيس)==

امام نے تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں میں تذکرہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا تو کیا حکم ہے:

سوال: امام نے تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر دیا چار رکعت والی نماز میں، اب امام قبلہ رخ بیٹھا ہے اور مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ کئے رکعت ہوئی، یہ سن کر امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کرکے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا۔ آیا نماز امام ومقتدیوں کی ہوئی، یا نہیں؟

== جس سے معلوم ہوا کہ اللّٰھم صل علیٰ محمد اور بقدر رکن دونوں اقوال کا حاصل اور مآل ایک ہی نکلتا ہے تو گویا جس نے اللّٰھم صل علیٰ محمد کو مقدار تاخیر قرار دیا ہے، اس نے بقدر رکن کے قول کے منافی کوئی بات نہیں کہی، وبالعکس۔

رہی وہ عبارت جو منیۃ المصلی میں ہے کہ اگر کوئی شخص پہلی، یا تیسری رکعت کے آخر میں بیٹھ جائے تو مطلق بیٹھ جانے ہی سے سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا، خواہ مقدار رکن بیٹھا ہو، یا نہیں، اسی طرح اس میں یہ بھی ہے کہ جلسۂ استراحت سے سجدۂ سہو لازم آجائے گا۔ (کبیری ۴۳۲) سو اس بارہ میں تحقیق وہ ہے، جو درمختار میں لکھی گئی وھو ہذا:

(۱) قال العلامة الحصكفي: وترك قعود قبل ثانية أو رابعة وكل زيادة تتخلل بين الفرضين، وقال الشامي تحته وكذا القعدة في آخر الركعة الأولٰى أو الثالثة فيجب تركها ويلزم من فعلها أيضًا تأخير القيام إلى الثانية أو الرابعة عن محله وهٰذا إذا كانت القعدة طويلة أما الجلسة الخفيفة التي استحبها الشافعي فتركها غير واجب عندنا بل (أي ترك الجلسة الخفيفة) هو الأفضل (شامي: ۴۳۸/۱) (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب لاينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية: ۴۶۹/۱، دارالفكر بيروت، انيس)

(۲) قال في الدرالمختار ويكبر للنهوض على صدر قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لابأس. (الدرالمختار، باب صفة الصلاة: ۷۶/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

وقال الشامي: تحته قال شمس الأئمة الحلواني الخلاف في الأفضل حتى لو فعل كما هو مذهبنا لابأس به عند الشافعي ولو فعل كما هو مذهبه لابأس به عندنا كذا في المحيط آه قال في الحلية والأشبه أنه سنة (أي النهوض بلا اعتماد) أو مستحب عند عدم العذر فيكره فعله (أي فعل الاعتماد في الجلوس) تنتزيهًا لمن ليس به عذر آه وتبعه في البحر...أقول ولاينافي هٰذا ما قدمه الشارح في الواجبات حيث ذكر منها ترك قعود قبل ثانية ورابعة؛ لأن ذاك محمول على القعود الطويل (ردالمحتار، مطلب في إطالة الركوع للجائي: ۲/ ۲۱۳-۲۱۴، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

اس لیے ان عبارت سے معلوم ہوا کہ دو رکعتوں کے درمیان جلسہ خفیفہ عمداً جائز ہے اور شامی کی تصریح کے مطابق ترک قعود جو واجب ہے وہ قعود طویل ہے قصیر نہیں درایت کا مقتضا بھی یہی ہے؛ کیوں کہ یہ فعل عمداً جائز ہے تو سہواً بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہیے، نیز چوں کہ یہ قول ''بقدر رکن'' کی تقدیر کے مطابق ہے؛ اس لیے اسی کو ترجیح ہونا چاہیے اور جب اس درایت کے ساتھ شامی کی یہ روایت مل گئی تو اس دعوے میں مزید قوت پیدا ہوگئی اور خود علامہ ابراہیم حلبی کی تصریح علامہ شامیؒ نے نقل فرمائی ہے کہ!

وقال في شرح المنية ولاينبغي أن يعدل عن الدراية أي الدليل فإذا وافقتها رواية. (باب صفة الصلاة، مطلب أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية: ۴۶۴/۱، دارالفكر بيروت، انيس)

خلاصہ یہ کہ جو مقدار جلسۂ استراحت کی شوافع کے یہاں مسنون ہے، اس مقدار تک بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم نہ آنا چاہیے۔

هٰذا مابدا لي والله سبحانه وتعالىٰ أعلم بالصواب

احقر محمد تقی عثمانی غفر اللہ لہ، یکم محرم الحرام ۱۳۸۰ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفی عنہ، الجواب صحیح: بندہ رشید احمد عفی عنہ، اقول کذا فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جدید): ۲۷۷/۴، فہوالصحیح (سعید)

الجواب

امام اگر کچھ نہ بولا تھا تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی نماز ہوگئی اور جو مقتدی بولے ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۰)

اگر بھول کر ایک رکعت رہ گئی اور سلام ودعا کے بعد یاد آئی تو؟

سوال: اگر بھول کر ایک رکعت رہ گئی اور بعد سلام ودعا مانگنے کے یاد آئی تو اسی نیت سابق سے اگر ایک رکعت پڑھ لے اور سجدہ سہو کرے تو نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

درست ہے؛ کیوں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مفسد صلوٰۃ کا نہیں۔(۲)

(بدست خاص، سوال:۳۸) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۹)

سہواً سلام پھیرنے کے بعد بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: ایک نمازی نے سہو سے سلام پھیر دیا اور اس کی رکعت باقی تھی، جو بعد سلام کے دعا مانگنے، یا کچھ دیر تک ٹھہرنے، قبلہ کی جانب سے منہ پھیرنے، یا کسی سے بات کرنے کے بعد یاد آ گئی تو پھر اس کو پوری کرے، یا از سر نو پڑھے؟

الجواب

اگر منہ [سینہ] پھیر لیا، یا بات کر لی تو از سر نو نماز پڑھے اور جو دعا ذکر کیا ہے، مفسد صلوٰۃ نہیں کیا تو سجدۂ سہو کر کے نماز تمام کرے۔ فقط

(بدست خاص، ص:۳۵) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۹)

قعدۂ اخیرہ میں تحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا:

سوال: اخیر قعدہ میں دو دفعہ التحیات پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

(۱) (سلّم مصلي الظهر) مثلاً (على) رأس (الركعتين توهماً) إتمامها (أتمها) أربعاً (وسجد للسهو)؛ لأن السلام ساهيًا لا يبطل لأنه دعاء من وجه. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۹۱-۹۲، دار الفكر بيروت، انيس)

(قوله لأنه دعاء من وجه) أى فلذا خالف الكلام حيث كان مبطلاً ولو ساهيًا. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۷۰٤، ظفير)

(۲) بشرطیکہ دعا عربی میں ہو اور ماثور ہو۔ (اضافہ از حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ) مفتی صاحب نے اس مجموعۂ فتاویٰ کی ترتیب کے ابتدائی موقع پر ایک کاپی میں درج فتاویٰ سنے تھے اور اس میں دو تین جگہوں پر معمولی اصلاح، یا افادہ کا اضافہ کیا تھا، یہ بھی انہیں میں سے ہے۔ (نور)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں سجدۂ سہو لازم نہیں ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷۷/۴) ☆

قعدۂ اخیرہ میں تکرار تشہد اور رکعت اولی وثالثہ میں جلسہ خفیفہ سے سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

سوال: **تکرار تشهد فی القعدة الأخيرة** کا مسئلہ مزید اطمنان کے لیے مئو جا کر دوسری کتابوں میں دیکھا، عالمگیری میں تبیین سے منقول ہے: "**لا سهو عليه**". ، البحر الرائق میں بھی تصریح موجود ہے کہ سجدۂ سہو واجب نہیں ونیز بحر میں لکھا ہے کہ طحاوی کے نزدیک دونوں قعدہ میں تکرار تشہد موجب سہو نہیں؛ مگر قعدۂ اولی کے باب میں طحاوی کے قول پر اعتماد نہیں، نہ فتوی ہے، فتوی وجوب پر ہے اور قعدۂ ثانیہ کے باب میں اختلاف منقول نہیں اور اگر ہوا بھی تو اس پر اعتماد نہیں۔ احقر نے اور برادر مولوی عبد الغفار صاحب نے بھی تحقیق کی، مسئلہ عدم سہو صحیح تھا، احقر کو بھی اطمنان ہو گیا، محض اطلاعاً گزارش کیا گیا، حضور نے تو پہلے ہی اطمنان فرما لیا اور جلوس بمقدار جلسہ استراحت فی الرکعۃ الاولی او الثالثۃ کے باب میں حضور نے تحریر فرمایا، میں بمجرد جلوس سجدۂ سہو کرتا ہوں، **لا لأنه ترک السنة بل لأن فيه التاخير من القيام**، اس میں غور کیجئے غور کرنے سے قلب میں یہ بات آئی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قعدۂ اولی میں درود شریف بمقدار "**اللّٰهم صل علی محمد**" کو موجب سہو فرماتے ہیں، اس کی وجہ بھی یہی معلوم ہوتی ہے؛ یعنی **لا لأن الصلاة علی النبي يوجب السهو بل لأن فيه التاخير من القيام**، واقعی فرق تو معلوم ہوتا ہے؛ لیکن غالباً صاحب رد المختار نے تاخیر کے دو درجہ قائم کئے، ایک بمقدار جلسہ استراحت اتنی تاخیر عند الحنفیہ خلاف سنت ہے، نہ خلاف واجب اور

---

(۱) (**ولو كرر التشهد في القعدة الأولىٰ فعليه السهو ... ولو كرره في العقدة الثانية فلاسهو عليه، كذا في التبيين**. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱۲۷/۱، ظفير)

☆ **تشہد مکرر پڑھنے سے سجدۂ سہو:**

سوال: تکرار تشہد سے قعدہ اخیرہ میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا ہے، آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ عمل ثنا اور دعا ہے؛ مگر خلجان یہ پیدا ہوتا ہے کہ سلام کے ذریعہ سے نماز سے باہر ہونا واجب ہے، اس میں تاخیر ہوئی، اس وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہونا چاہیے، اس خلجان کو رفع فرمایا جائے۔

الجواب ـــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعاء ماثور ہے، دعائیں متعدد وارد ہوئی ہیں، ایسا نہیں کہ اقل قلیل پر کفایت کرے اور سلام پھیرنا اور نماز سے باہر ہو جانا فوراً واجب ہو جائے؛ اس لیے طویل دعا سے تکرار تشہد سے ایسی تاخیر نہیں ہوتی، جس سے سجدۂ سہو لازم آئے۔ (**ولو كرر التشهد في القعدة الأخيرة، فلا سهو عليه**" (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۱۷۲/۲-۱۷۳، دار الكتب العلمية، بيروت، انيس) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۴۳۵/۷)

دوسرا درجہ بمقدار" اللّٰھم صل علی محمد" اتنی تاخیر خلاف واجب اور موجب سہو ہے، یا یوں کہا جاوے کہ نهوض علی القدمین عند الحنیفة سنت ہے، نہ واجب، فمن جلس مقدار جلسة الاستراحة ولم ینهض علی قدمیه خالف السنة عندنا ولا سهو علی من ترک السنة ،اب کی مرتبہ ان شاء اللہ میں جا کر فتح القدیر اور البحر الرائق وغیرہ دیکھوں گا، جو نکلے گا ان شاء اللہ عرض خدمت عالی کروں گا، پھر جو حضور فرمادیں گے، اس پر عمل کروں گا، یوں تو تقلیداً اب بھی عمل کرسکتا ہوں؛ لیکن تحقیق کے بعد اور اچھا ہوگا غالباً؟

الجواب

أقول وبالله التوفیق:

رکعت اول وثالثہ میں شامی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجز دجلوس بمقدار جلسہ خفیفہ سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا؛ بلکہ جلسہ طویلہ سے واجب ہوتا ہے۔

ونصه: وكذا القعدة فی اٰخر الركعة الأولٰى أو الثالثة فیجب تركها ویلزم من فعلها أیضاً تأخیر القیام إلى الثانیة أو الرابعة عن محله وهٰذا إذا كانت القعدة طویلة أما الجلسة الخفیفة التی استحبها الشافعی فتركها غیر واجب عندنا بل هو الأفضل كماسیأتی،آه.(٤٨٩/١)(۱)

وقال فی الدر المختار :ویكبر للنهوض علٰى صدور قدمیه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لا بأس به،آه.(۲)

قال الشامی:قال فی الكفایة: أشار به إلٰى خلاف الشافعی فی موضعین أحدهما یعتمد بیدیه علٰى ركبتیه عندنا وعنده على الأرض والثانی الجلسة الخفیفة، قال شمس الأئمة الحلوانی: الخلاف فی الأفضل حتٰى لو فعل كما هو مذهبنا لابأس به عند الشافعی ولو فعل كما هو مذهبه لا بأس به عندنا، كذا فی المحیط،قال فی الحلیة: والأشبه أنه سنة أو مستحب عند عدم العذر فیكره فعله تنزیها لمن لیس به عذر،آه،وتبعه فی البحر وإلیه یشیر قولهم: لابأس،فإنه یغلب فیما تركه أولٰى.

أقول: ولاینا فی هٰذا ما قدمه الشارح فی الواجبات حیث ذكرمنها ترك قعود ثانیة و رابعة؛لأن ذاك محمول علی القعود الطویل ولذا قیدت الجلسة هنا بالخفیفة تأمل،اه.(٥٣٨/١)(۳) هٰذا والله تعالٰى أعلم

۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ

---

(۱) ردالمحتار،مطلب لا ینبغی أن یعدل عن الدرایة إذا وافقتها روایة: ٤٦٩/١،دارالكتب العلمیة بیروت،انیس

(۲) الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ٧٦/١،مكتبة زكریا دیوبند،انیس

(۳) ردالمحتار،مطلب فی إطالة الركوع للجائی: ٢١٣/٢-٢١٤، دارالكتب العلمیة بیروت،انیس

وأما مسئلة تكرار التشهد، فتحقيق السائل فيه صحيح أنه يجب سجدة السهو لو كرر فى القعدة الأولٰى ولاتجب لو فى الأخيرة، قال فى شرح المنية: لوقرأ التشهد مرتين فى القعدة الأخيرة أوتشهد قائمًا (۱)أو راكعاً أوساجداً لا سهو عليه،كذا فى المختار، ولو زاد فى التشهد فى القعدة الأولٰى على التشهد شيئا يجب عليه سجود السهو وأن المعتبر مقدارمايؤدى فيه ركن،آه ملخصاً.(ص:٤٣٤)والله اعلم

۲۸ رشعبان ۱۳۴۳ھ (امدادالاحکام:۲/۲/۲۹۱)

قعدہ میں تشہد دوبارہ پڑھنے اورایک ہی رکعت میں مکررسورت پڑھنے کی وجہ سے سجدۂ سہو کی تحقیق:

سوال: کوئی سورت، یاالتحیات دودفعہ پڑھ لیں تو سجدہ سہو جائز ہے، یا کیا؟ پہلے جواب ذیل لکھا گیا تھا:

''سورت کودودفعہ پڑھنے میں سجدۂ سہونہیں ہے؛ کیوں کہ اس کوتطویل قرأت سمجھا جاوے گا اورتکرارتشہد میں سجدۂ سہوہوگا کہ فرض میں یعنی خروج عن الصلوٰۃ میں تاخیر ہوئی، یہ جواب قواعد سے دیا گیا ہے،اگرکوئی خاص جزئیہ اس کے خلاف مل جاوے تو وہ مقدم ہوگا''۔

۱۸ رصفر ۱۳۳۳ھ

مگر پھر مولوی ابوالحسن صاحب مئوی نے اس کے خلاف یہ جزئیہ لکھا:

فى الطحطاوى شرح مراقى الفلاح،ص: ٢٦٧:وإن قرأ آية بعد التشهد...وإن كان فى الأخيرفلا سهوعليه لعدم ترك واجب؛لأنه موسع له فى الدعا والثناء بعده فيه والقراء ة تشتمل عليهما ولوقرأ التشهد مرتين فى القعدة الأخيرة أوتشهد قائمًا أو راكعًا أوساجدًا لاسهوعليه منية المصلى .(۲)

پس اب صورت مسئولہ کے جواب میں تفصیل ہوگی کہ اگرالتحیات قعدہ اولیٰ میں دوبار پڑھی ہے تو سجدۂ سہوہوگا اور اگرقعدۂ اخیرہ میں پڑھی ہے تو سجدۂ سہو نہ ہوگا۔

۲۰رذی الحجہ ۱۳۳۳ھ۔

اسی طرح ایک مسئلہ فتاویٰ (۳) امدادیہ جلداول،ص:۹۴ میں چھپ گیا ہے؛اس لیے اس میں بھی شبہ ہوگیا،اس کی بھی دوبارہ تحقیق کرلی جاوے اوروہ سوال اس عبارت سے شروع ہوا ہے قعدۂ اُخیرہ میں بعدتشہد کے،الخ اورجواب

(۱) أى فى الأخيريين أوفى الأول قبل الفاتحة.

(۲) حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،فصل فى إسقاط الصلاة والصوم،باب سجود السهو،ص: ٤٦١، دارالكتب العلمية بيروت،انيس

(۳) اب یہ مسئلہ جلد ہذا کے نمبر:۴۵٦ میں آ گیا ہے۔

اس عبارت سے شروع ہوا ہے: خروج بفعل مصلی ،الخ اور اس کی تحریر کی تاریخ یکم ذی قعدہ ۱۳۲۵ھ ہے۔ فقط

(ترجیح ثالث: ۹۹) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۴۰-۵۴۲)

تکرار تشہد پر وجوب سجدۂ سہو کے متعلق بہشتی زیور اور الامداد کی عبارتوں میں اختلاف کی تطبیق:

سوال: الامداد بابت ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ کے صفحہ: ۴ میں بعنوان تصحیح مسئلہ حاشیہ پر یوں درج ہے: الامداد بابت ذی قعدہ صفحہ: ۱۸، س: ۱۱ تا ۱۸ میں جو ایک سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ التحیات کے مکرر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، طحطاوی شرح مراقی الفلاح سے یہ جواب غلط ثابت ہوا ہے، اس جواب سے رجوع کرتا ہوں، صحیح جواب یہ ہے: ''اولیٰ میں التحیات مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات مکرر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں''۔ (تمام ہوئی یہ عبارت) بہشتی زیور جدید حصہ دوم صفحہ: ۵۴ میں آخری مسئلہ ہے: ''نفل نماز میں دو رکعت نماز پڑھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے؛ اس لیے کہ نفل میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے''۔ (تمام ہوئی عبارت بہشتی زیور کی)

وجہ تطبیق دونوں مسئلوں کی کس طرح ہے؟ وجہ اشتباہ یوں ہے کہ بہشتی زیور کی عبارت سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دو رکعت کے بعد التحیات کو مکرر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور نفل کی ہر دو رکعت کا قعدہ حکم میں مثل اخیری قعدہ کے ہے اور الامداد کی عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے: قعدہ اخیرہ میں التحیات مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں، حالاں کہ تاخیر سلام سے بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔

اس لیے دونوں کی وجہ تحریر فرمائی جاوے؛ تاکہ مسئلہ خوب ذہن نشیں ہو جاوے۔

الجواب

قعدہ اخیرہ میں تکرار تشہد سے سجدہ سہو واجب نہ ہونا، جیسا کہ حاشیہ الامداد میں طحطاوی سے لکھا ہے، عالمگیریہ اور منیہ میں بھی موجود ہے؛ بلکہ طحطاوی نے منیہ ہی سے نقل کیا ہے، باقی رہا یہ شبہ کہ تاخیر سلام سے سجدۂ سہو واجب کیوں نہیں ہوا؟ اس کا جواب بھی طحطاوی سے معلوم ہوتا ہے۔

ونصه هكذا: وإن قرأ بعد التشهد فإن كان فی الأول فعليه السهو لتأخير الواجب وهو وصل القيام بالفراغ من التشهد وإن كان فی الأخير فلا سهو عليه لعدم ترک واجب؛ لأنه موسع له فی الدعاء والثناء بعده فيه والقراءة تشتمل عليهما ولو قرأ التشهد مرتين فی القعدة الأخيرة أو تشهد قائمًا أو راكعاً أو ساجداً لا سهو عليه، منية المصلی. (طحطاوی، ص: ۲۶۷)(۱)

(۱) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی إسقاط الصلاة والصوم، باب سجود السهو، ص: ٤٦١، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

اس سے معلوم ہوا کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد قرأت سے سجدۂ سہو واجب نہ ہونے کی وجہ قرأت کا ثنا و دعا پر مشتمل ہونا ہے اور تشہد ثنا و دعا پر مشتمل ہے، اس سے بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا، چناں چہ منیہ کی عبارت مذکورہ ''قرأ التشهد'' کے تحت میں شارح منیہ کبیری میں لکھتے ہیں:

''وأما التشهد فلأنه ثناء والقيام والركوع والسجود محل الثناء''.(۱)

پس تاخیر سلام موجبِ سہو وہ ہے جو بغیر الدعاء والثناء ہو۔

سوال کے جزء کا جواب تو ہو چکا۔ اب دوسرے جزء کا جواب معروض ہے، وہ یہ کہ بہشتی زیور میں جو نفل کے قعدۂ اولی میں تکرار تشہد سے وجوب سجدۂ سہو لکھا ہے۔ اس خاکہ کو خاکسار نے بہت تلاش کیا، مطبوعہ جدید میں جو حوالہ لکھا گیا ہے، اس کو بھی دیکھا، اس جزء کے متعلق اس مقام پر کچھ نہیں ملا۔ غالباً فرض پر قیاس کر کے اس کو لکھ دیا گیا اور اس پر نماز ختم کی جاوے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

(أو) صلى أربعاً فأكثر و(لم يقعد بينهما) استحساناً؛ لأنه بقيامه جعلها صلاة واحدة فتبقى واجبة والخاتمة هي الفريضة.(۱)

لیکن یہ شبہ ہے کہ نفل کے قعدہ اولی میں جب درود شریف کی اجازت ہے تو تکرار تشہد کو فرض پر قیاس کر کے وجوب سجدہ کس طرح ہوگا؛ اس لیے جب تک کوئی صریح جزئیہ نہ مل جاوے، تکرار تشہد سے نوافل کے قعدہ اولی میں سجدۂ سہو کو واجب نہ کہا جاوے گا۔ واللہ اعلم

کتبہ احقر عبدالکریم عفی عنہ، ۱۶/صفر ۱۳۴۵ھ

احقر ظفر احمد عرض کرتا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جو حوالہ جات میں نے لکھے ہیں، اپنے مسودہ کو اس مقام پر میں نے دیکھا تو وہاں تصریح موجود ہے کہ نفل کے قعدہ اولی میں تکرار تشہد سے وجوب سجدۂ سہو کا جزئیہ ہماری نظر سے نہیں گذرا اور بظاہر یہ قواعد کے بھی خلاف ہے؛ کیوں کہ نوافل میں ہر شفعہ مستقل نماز ہے اور اس کا قعدہ اولی بحکم قعدۂ اخیرہ ہے، البتہ سنن مؤکدہ اور وتر کا حکم مثل فرائض کے ہے، آہ۔ نہ معلوم کیا غلطی ہوئی کہ میری اس تحریر کے بعد بھی بہشتی زیور کے مسئلہ میں ترمیم نہ ہوئی، نہ میری عبارت لکھی گئی، صرف حوالہ جات ہی لکھ دیئے گئے، النور میں اسی غلطی کی اطلاع کر دی جاوے گی اور آئندہ طبع میں ان شاء اللہ اصلاح بھی ہو جاوے گی۔ فقط

۱۹/صفر ۱۳۴۵ھ، از تھانہ بھون (امداد الاحکام: ۲/۲۹۸)

---

(۱) لو أتى بالتشهد في قيامه أو قعوده أو سجوده فلاشيء عليه لأنها محل الثناء.(النهر الفائق،باب سجود السهو: ۳۲٤/۱،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(۱) الدرالمختار على هامش ردالمحتار،باب الوتر و النوافل: ۳٦/۲،دار الفكر بيروت،انيس

قعدۂ اخیرہ میں مکرر درود پڑھنے سے سجدۂ سہو نہیں ہے:

سوال: اگر کوئی شخص پورا درود ابراہیم، یا اس کا نصف "اللّٰهم بارك" سے "حميد مجيد" تک مکرر قعدۂ اخیرہ میں پڑھے، اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

نہیں۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۹۱/۴)

قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہونا:

سوال: زید قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد کھڑا ہوگیا اور رکعت پوری ہونے سے پہلے یاد آ گیا تو کھڑے کھڑے سلام پھیر دیا، کیا اس کی نماز صحیح ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

اس کے لیے لازم تھا کہ کھڑے ہوکر سلام نہ پھیرتا؛ کیوں کہ یہ طریقہ مشروع نہیں؛ بلکہ بدعت ہے،(۲) اور اگر کھڑے ہوکر سلام پھیر دیا تو نماز صحیح ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

درمختار میں ہے:

وإن قعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائما صح، انتهٰى. (۳)

اور برجندی شارح مختصر فرماتے ہیں:

وسلم قائمًا كما هو، جاز لكن لاينبغي أن يسلم قائماً، انتهٰى. (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۱۵)

قعدۂ اخیرہ کے بعد قیام سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: ایک شخص قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا، پھر جب یاد آیا بیٹھ گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس شخص کو سجدۂ سہو کے لیے پھر تشہد پڑھنا پڑھے گا، یا نہیں؟ نیز سجدۂ سہو کے بعد درود شریف کافی ہے، یا "التحیات" بھی پڑھنا ضروری ہے؟

---

(۱) يجب، إلخ، بترك واجب، إلخ. (الدرالمختار، باب سجود السهو: ۱۰۱/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)
واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ ونحوها. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۶۹۳/۱، ظفير)

(۲) لأن التسليم في حالة القيام غير مشروع في الصلاة المطلقة فإن سلم قائما لا تفسد صلاته ولكو عاد لا يعيد التشهد. (الجوهرة النيرة، باب سجود السهو: ۷۸/۱، المطبعة الخيرية، انيس)

(۳) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو سے پہلے تشہد کی ضرورت نہیں؛ بلکہ جو تشہد پڑھ کر کھڑا ہوا تھا، وہی کافی ہے، البتہ سجدۂ سہو کے بعد تشہد واجب ہے؛ کیوں کہ سجدۂ سہو کی وجہ سے پہلے پڑھا ہوا تشہد مرتفع ہو گیا۔

"وإن قعد الأخير، ثم قام عاد وسلم من غير اعادة التشهد لعدم بطلانه بالقيام ... وسجد للسهو" إلخ. (۱)

"إنه (أی سجود السهو) يرفع الواجب من قرأة التشهد والسلام" إلخ. (مراقی)

"أی فيعاد ان بعد فعله، الخ، يجب سجدتان بتشهد وتسليم" الخ. (نور الإيضاح)

"هما بعد واجبان بعد سجود السهو؛ لأن الأولين ارتفعا بالسجود". (الطحطاوی: ص: ۲٦۸) (۲)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، جامع العلوم کانپور (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۲۹-۴۳۰)

قعدۂ اولیٰ، یا اخریٰ بھول کر کھڑے ہونے سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہونے لگے اور قبل پورا کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا کہ نہیں؟

طحطاوی، ص: ۲۷۱، پر لکھتے ہیں:

(وسجد للسهو) سواء كان إلى القيام أقرب أو إلى القعود أقرب، بخلاف السهو عن القعود الأول، ففيه التفصيل علىٰ أحد قولين". (۳)

یہ قول مفتی بہ ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

علامہ شامی نے ہر دو قعود میں ایک ہی حکم لگایا ہے، جیسا کہ قعود اول میں تفصیل ہے کہ اقرب الی القعود ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں اور اقرب الیٰ القیام ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، اسی طرح قعدۂ اخیرہ کا حکم ہے۔ صاحب نہر نے فرض اور واجب ہونے کا فرق ظاہر کیا ہے، (۴) اور علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے حاشیہ درمختار میں

(۱) مراقی الفلاح، فصل فی إسقاط الصلاة والصوم، باب سجود السهو: ص: ٤٧٠-٤٧١، دار الكتب العلمية، انيس

(۲) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، باب سجود السهو، ص: ٤٦٠، قديمی

(۳) حاشية الطحطاوی علىٰ مراقی الفلاح، فصل فی إسقاط الصلاة والصوم، باب سجود السهو، ص: ٤٦٨، قديمی

(۴) النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۳۲۸، مكتبه امدادية

اس فرق کا انکار کر کے قعود اول وثانی کا ایک ہی حکم تحریر فرمایا ہے:

"لم يفصل هنا بين ما إذا كان مستفتحا للقيام أولا،وينبغي أن لا يسجد في الثانية كما مر في التشهد الأول". (۳۱۳/۱)(۱)

"وكان ينبغي أن لايسجد فيما إذا كان إليه:أي إلى القعود أقرب كما في الأول".(ردالمحتار: ۷۸۰/۱)(۲)

نہر کا حال عقود رسم المفتی میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ وہ کتب معتبرہ میں سے نہیں۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۶۱/۲/۲۰ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۰/صفر/۱۳۶۱ھ۔ صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/صفر/۱۳۶۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۷/۷-۴۲۸)

قعدۂ اخیرہ چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو سے نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: ظہر کی نماز میں امام صاحب نے قعدۂ اولی بھول کر نہیں کیا مقتدی کے لقمہ دینے کے باوجود، پھر چوتھی رکعت پر بیٹھنے کے بجائے پانچویں رکعت پر بیٹھے اور سجدۂ سہو کیا اور سلام پھیرا۔ اس صورت میں نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

صورت مسئولہ میں ظہر کی فرض نماز ادا نہیں ہوئی، چوتھی رکعت میں قعدہ فرض تھا؛ اس لیے سجدۂ سہو کر لینا کافی نہیں ہوگا اور اس نماز کا اعادہ ضروری ہوگا، البتہ اگر پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے ہی بیٹھ جاتے تو سجدۂ سہو کافی ہوسکتا تھا۔

درمختار میں ہے:

(ولو سها عن القعود الأخير) كله أو بعضه(عاد)...(ما لم يقيدها بسجدة)...(وإن قيّدها) بسجدة عامدًا أو ناسيًا أو ساهيًا أو مخطئًا(تحوّل فرضه نفلاً). (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خالد سیف اللہ رحمانی، ۱۳۹۸/۵/۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۸۱/۲)

(۱) حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۳۱۳/۱، دار المعرفة بيروت

(۲) رد المحتار على الدر المختار، باب سجود السهو: ۸۵/۲، دار الفكر بيروت، انيس

(۳) "قال: ومن الكتب الغريبة ملامسكين شرح الكنز، والقهستاني لعدم الاطلاع على حال مؤلفيهما... والنهر والعيني شرح الكنز، قال شيخنا صالح الجنيني: إنه لا يجوز الافتاء من هٰذه الكتب إلا إذا علم المنقول عنه والاطلاع على مأخذها، هٰكذا سمعته منه، وهو علامة في الفقه مشهور والعهدة عليه، انتهٰى". (شرح عقود رسم المفتي لإبن عابدين الشامي، بعيد الطبقة السابعة: طبقة المقلدين، ص: ۳٦، مير محمد كتب خانه)

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۸۵/۲، دار الفكر بيروت، انيس

ترک تشہد ثانی سے سجدۂ سہو واجب ہوگا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راسخین اس مسئلہ میں کہ میانہ تشہد کے رہ جانے پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحاح میں اس طرح سجدۂ سہو کرنا مروی ہوا ہے کہ جب نماز پوری فرما چکے صرف ایک سلام باقی تھا تو سجدہ کیا اور پھر سلام پھیر دیا، اسی طرح زید سے نماز پڑھتے وقت تشہد رہ گیا اور اس نے اسی طرح قبل از سلام سجدۂ سہو کیا۔

عمرو کہتا ہے کہ اس نماز کا اعادہ لازم ہے؛ کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک سجدۂ سہو کے بعد تشہد واجب ہے، جو اس صورت میں ترک ہوتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ سجود سہو لا سیما درصورت قبل سلام کے تشہد پڑھنے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ ہاں! عمر اور ابن مسعود ومغیرہ (رضی اللہ عنہم) کی روایات میں و فیھا مافیھا آیا ہے اور یہ روایتیں اگر مل کر درجۂ حسن کو پہونچیں بھی تو دوسری اصح احادیث میں اس تشہد کا وجود نہیں ہے اور اسی لیے ترمذی نے کئی ائمہ سے نیز علامہ عینی نے شرح بخاری جلد: ۲/ص: ۳۸۷ میں بہت سے صحابہ وتابعین وغیرہم سے اس کی نفی نقل کی ہے اور بعض شراح حدیث نے یہ بھی لکھا ہے کہ "قیل ولم یقل بوجوبه أحد" اور شافعیہ کے طرز عمل میں بھی یہ نہیں ہے، حالاں کہ اکثر فقہاء حنفیہ نے ان کے طریق کو روا مانا ہے اور صرف خلاف اولیٰ فرمایا ہے تو اس صورت میں واجب کا ترک کسی کے نزدیک نہ ہوا؛ مگر عمرو کہتا ہے کہ نہیں، یہ تشہد سب احناف کے نزدیک واجب ہے اور صورت مذکورہ میں نماز بالاتفاق قابل اعادہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ حق پر کون ہے، زید یا عمرو؟ اور روایت مذکورہ اور اعادہ نماز کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب

عمرو کا قول صحیح ہے، اور صورت مذکورہ میں نماز کا اعادہ لازم، زید جو یہ کہتا ہے کہ صحاح کی روایت میں مروی ہوا ہے کہ آپ نے جب نماز پوری فرمالی صرف سلام باقی رہا تو سجدہ کیا اور سلام پھیر دیا، ان تمام روایات میں تشہد کا ذکر نہیں اور عدم ذکر عدم شئ کو مستلزم نہیں، عدم ذکر سے عدم شئ سمجھنا سخت غلطی اور غفلت ہے، زید کو جب یہ تسلیم ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنھم کی روایات میں ہے تو اس قدر روایات کثیرہ گو فی الجملہ ضعیف ہوں لیکن تعدد طرق سے صحت یا حسن ثابت ہوسکتا ہے، علاوہ بریں جب ایک امام مجتہد نے ایسی روایت سے استدلال کیا تو جیسے تصحیح ائمہ محدثین مثبت ہوتی ہے، اسی طرح استدلال ائمہ مجتہدین بھی ثبوت صحت کو مستلزم ہوگا، اور ان خاص طرق کے ضعف سے لازم نہیں کہ طرق ائمہ بھی ضعیف سمجھے جائیں، لہذا نماز کا اعادہ صورت مذکورہ میں ضروری ہوا، (۱)

(۱) (یجب بعد سلام واحد عن یمینه) (سجدتان) ویجب أیضاً (تشهد وسلام) لأن سجود السهو یرفع التشهد دون القعدة (قوله یرفع التشهد) أی قراء ته حتیٰ لو سلم بمجرد رفعه من سجد تی السهو صحت صلا ته ویکون تارکاً للواجب (الدر المختار علیٰ رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۷۷-۷۹، دار الفکر بیروت، انیس

اور عمرو کا قول حق وصواب ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

خلیل احمد عفی عنہ، از مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور

الجواب صحیح: عنایت الٰہی عفی عنہ، مہتمم مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۱۱۴-۱۱۵)

قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے:

سوال: اگر کوئی شخص فجر وعصر کی آخری رکعت کے بعد قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنے کے بجائے غلطی سے کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہونے کے بعد اسے یاد آ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ (جہانگیر الدین طالب، باغ امجد الدولہ)

الجواب

اگر اس رکعت کا پہلا سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو لوٹ آئے، قعدہ کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کر لے۔ اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا تو اب بہ حیثیت فرض اس کی نماز باطل ہو گئی اور نماز نفل بن گئی، مزید ایک رکعت ملا کر سلام پھیر لے اور دوبارہ فرض نماز ادا کرے۔(۱) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۳۹، ۴۴۰)

فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد بھول سے کھڑا ہو تو فوراً بیٹھ جائے:

سوال: نماز فرض میں دو رکعت کے بعد سہواً بلا قعدہ کئے کھڑا ہو جاوے اور تیسری رکعت میں الحمد وسورت پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اسی وقت بیٹھ جائے، یا رکعت پوری کرے؟

الجواب

اسی وقت بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کر لیوے، نماز صحیح ہوگی۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۹۷)

مغرب میں اخیر قعدہ کے بعد امام کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھا تو کیا کرے:

سوال: مغرب کے وقت امام تینوں رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ سے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی بیٹھے رہے اور جب کہ چند مقتدیوں نے اللہ اکبر کہا تو امام پھر بیٹھ گیا اور ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا، پھر اختلاف ہونے کی وجہ سے دوبارہ نماز ادا کی۔ آیا نماز سجدۂ سہو سے ادا ہو گئی، یا دوبارہ پڑھنا واجب ہے؟

(۱) وإذا لم يقعد قدر التشهد في الفجر بطل فرضه بترک القعود على الركعتين والتنفل قبل الفجر بأكثر من ركعتي الفجر مكروه بخلاف ما إذا قام إلٰى الخامسة في العصر قبل أن يقعد في الرابعة وقيدها بالسجدة حيث يضم إليها السادسة؛لأن التنفل قبل العصر ليس بمكروه". (الفتاوىٰ الهندية،الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/۱۲۹،انیس)

(۲) (ولو سها عن القعود الأخير) كله أو بعضه(عاد)إلخ (ما لم يقيد ها بسجدة)؛لأن ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتأخير القعود. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار،باب سجود السهو: ۱/۶۹۸،ظفير)

الجواب

وہ نماز سجدۂ سہو ادا کرنے سے صحیح وکامل ہوگئی تھی، دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۸۹/۴)

مغرب کی نماز میں امام کا بھول کر چوتھی رکعت کے لیے قیام کرنا:

سوال: امام نے مغرب کی تینوں رکعتیں پڑھیں اور قعدہ اخیرہ بھی کرلیا؛ مگر بھول کر کے امام نے یہ سمجھا کہ دو رکعتیں ہوئی ہیں، اب امام پھر چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا اور نہ کسی مقتدی نے بتلایا اور سب مقتدی بھی امام کے ہمراہ کھڑے ہوگئے؛ مگر ایک مقتدی امام کے ساتھ نہیں کھڑا ہوا؛ بلکہ قعدہ ہی میں بیٹھا رہا، جب امام نے چوتھی پڑھ لی اور سجدہ سہو بھی کرلیا، اب امام کے ساتھ اس آدمی نے بھی سلام پھیرا، جو چوتھی رکعت کے واسطے نہیں کھڑا ہوا تھا۔ اب اس صورت میں اس آدمی کی نماز ہوجاوے گی، یا نہیں؟ کیوں کہ اس نے امام کے ساتھ چوتھی رکعت میں اتباع نہیں کی ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب

فی الدر المختار: (وإن قعد فی الرابعة) مثلاً قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) ولو سلم قائمًا صح ثم الأصح أن القوم ينتظرونه فإن عاد تبعوه (وإن سجد للخامسة سلموا) لأنه ثم فرضه إذ لم يبق عليه إلا السلام.(۲)

وقال الشامی: (قوله مثلاً) أی قعد فی ثالثة الثلاثی أو فی ثانية الثنائی ح (قوله: ثم الأصح، الخ) لأنه لا اتباع فی البدعة وقيل يتبعونه مطلقاً عاد أو لا (قوله: فإن عاد) أی قبل أن يقيد الخامسة بسجدة تبعوه أی فی السلام.(۷۸۲/۱)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حالت مذکورہ فی السوال میں اصح یہی ہے کہ امام کی اتباع چوتھی رکعت میں نہ کی جاوے؛ بلکہ منتظر بیٹھا رہے، اگر امام چوتھی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر بیٹھ کر سلام پھیرے تو مقتدی اس کے ہمراہ سلام پھیرے، ورنہ جب امام چوتھی رکعت کا سجدہ کرے، اس وقت مقتدی خود سلام پھیر دے، پس اس بیٹھنے والے شخص نے یہ تو ٹھیک کیا کہ چوتھی رکعت میں امام کے ساتھ کھڑا نہیں ہوا؛ لیکن چوتھی رکعت میں سجدہ کرنے کے بعد امام کے سلام کا انتظار نہ کرنا چاہیے تھا؛ لیکن اس تاخیر سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ غایت مافی الباب قول اصح پر تاخیر سے سجدہ سہو آتا؛ مگر چوں کہ اس نے بعد میں سلام میں امام کا اتباع کیا ہے؛ اس لیے اس کا وہی حکم ہے، جو وجوب سجدۂ سہو

(۱) (ولو سها عن العقود الأخير) كله أو بعضه (عاد) إلخ (مالم يقيدها بسجدة) لأن مادون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتأخير القعود. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۶۹۸/۱، ظفير)

(۲) الدرالمختار، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

برمقتدی کا حکم ہے اور جن لوگوں نے امام کے ساتھ چوتھی رکعت پڑھی، ان کی نماز قول ثانی پر جو اصح کا مقابل ہے، صحیح ہوگئی، بشرطیکہ امام نے سجدۂ سہو کرلیا ہو اور گو یہ روایت اصح نہیں؛ مگر اس وقت عموم جہل و بلوی کی وجہ سے اسی پر فتوی دینا مناسب ہے، ورنہ بہت لوگوں کی نمازیں باطل ہوں گی۔ واللہ اعلم

۲۲/ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ۔ (امداد الاحکام:۲/۲۹۲)

آخری قعدہ کے بعد بھول سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے:

سوال: نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا، تو اب سجدۂ سہو کے واسطے وہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے یا بغیر پڑھے؟

الجواب

دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ قعدہ و تشہد پہلے ہو چکا، بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرلیوے، پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر ختم کا سلام پھیرے۔

شامی میں ہے:

(قوله:عاد وسلم،إلخ)وفيه إشارة إلٰى أنه لايعيد التشهد وبه صرح فى البحر. (۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۵)

قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر یاد آیا تو کیا کرے:

سوال: اگر کوئی قعدۂ اخیرہ کو بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ شخص فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرے، یا بقدر الحمد قیام کر کے؟ فقط

الجواب

فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرنا چاہیے؛ یعنی جب تک کہ سجدہ نہیں کیا، كما هو عامة المعتبرات.

(ولوسها عن القعود الأخير) كله أو بعضه (عاد)الخ(مالم يقيدها بسجدة). (۲)فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۹)

اخیر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو کر بیٹھا تو سجدۂ سہو کب کرے:

سوال: اگر آخر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے، یا سلام پھیر کر تشہد سجدۂ سہو کا پڑھے؟ ایک یہ کہ قیام تام کے بعد فوراً بیٹھ گیا دوسرے کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورہ کے بعد، ہر سہ حالات کا ایک حکم ہے، یا مختلف؟

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/۸۷،دارالفكر بيروت،انيس

(۲) الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،باب سجود السهو: ۲/۸۵،ظفير/ كذا فى تبيين الحقائق،باب سجود السهو: ۱/۱۹۶،دارالكتاب الإسلامى بيروت،انيس

الجواب

ہر سہ حالت میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۳/۴)

اگر آخری قعدہ میں التحیات کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو کیا کرے:

سوال: اگر اخیر رکعت میں آدمی نے التحیات پڑھی اور پھر بھول کر کھڑا ہو گیا اور بعد کھڑا ہونے کے یاد آیا کہ رکعت تمام ہو چکی ہیں اور پھر بیٹھ گیا تو دوبارہ التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے، یا بدون التحیات پڑھے سجدہ سہو کرے؟

الجواب

اس صورت میں دوبارہ التحیات نہ پڑھے، بیٹھ کر سلام دے کر سجدۂ سہو کرے۔ فقط

(بدست خاص، سوال: ۹) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۷۔۱۷۸)

اگر دو رکعت کے بعد تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا، اس وقت یاد آیا تو کیا کرے:

سوال: اگر دو رکعت نفل، یا فرض کی نیت کی اور قعدہ اخیر کا یاد نہ رہا، تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ سجدہ بھی کر لیا، تب یاد آیا کہ تیسری رکعت ہے تو اگر اس کے ساتھ اور ایک رکعت ملا لے تو نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟ یا از سر نو نماز توڑ کر نیت باندھے؟

الجواب

اگر فرض نماز تھی جیسے [کہ] فجر کی نماز اور بدون قعدہ کے تیسری رکعت کا سجدہ کیا [تو] چوتھی ملا لیوے، چاروں نفل ہو جاویں گی اور جو نفل ہو تو بھی چاروں نفل ہو جاویں گی اور سجدہ سہو کر لیوے اور فرض ہو تو اعادہ کر لیوے۔

(بدست خاص، سوال: ۱۴۶) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۸)

دو رکعت والی نماز میں تشہد کے بعد تیسری کے لیے کھڑا ہو کر بیٹھ جائے تو سجدۂ سہو ضروری ہے:

سوال: ایک شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، یا فرض کی نیت کی، جس وقت التحیات پڑھ چکا سہواً کھڑا ہو گیا؛

---

(۱) وإن قعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائماً صح. (الدر المختار، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(قوله ثم قام) أي ولم يسجد (قوله عاد وسلم) أي عاد للجلوس لمامر أن مادون الركعة محل للرفض وفيه إشارة إلى أنه لايعيد التشهد وبه صرح في البحر، قال في الإمداد والعود للتسليم جالساً سنة، إلخ. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۸۷/۲، دارالفكر بيروت، انيس)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں تشہد لوٹایا نہیں جائے گا۔ واللہ اعلم (ظفیر)

یعنی تیسری رکعت کو الحمد شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو بیٹھ کر سلام پھیر دیا، وہ نماز ہوگئی، یا لوٹائی جائے، یا سجدہ سہو کرنا چاہیے تھا؟ اور جو شخص کہتا ہے کہ نہ لوٹانی چاہیے اور نہ سجدۂ سہو کرنا چاہیے، یہ صحیح ہے، یا نہ؟

الجواب

اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا چاہیے تھا؛ کیوں کہ اس میں تاخیر فرض اور ترک واجب ہوا ہے اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان رہا اور اعادہ اس نماز کا واجب ہے اور جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا کہ سجدۂ سہو کی ضرورت نہ تھی اور بصورت نہ ہونے سجدۂ سہو کے اعادہ نماز کی ضرورت نہیں ہے، اس نے غلط مسئلہ بتلایا ہے، اس کو معلوم نہیں ہے، پس اس کے قول کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۹۴/۴-۳۹۵)

دو رکعت سنت کی نماز میں قعدہ کر کے بھولے سے چار پڑھ لیں تو نماز ہوگئی:

سوال (۱) دو رکعت والی نماز کی نیت باندھی اور بھولے سے چار رکعت پڑھ لی ہے، مثلاً ظہر کی دو رکعت سنت کی چار رکعت پڑھ لیں۔

(۲) فرض نماز ہے اور دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لیں، یا پانچویں میں اچھی طرح کھڑا ہوگیا۔ایسی صورت میں کیا کرنا ہے، جس سے نماز صحیح ہو؟

(۳) امام نے دو رکعت فرض کے بجائے چار رکعت پڑھا دیں بھولے سے، کیا اس کا اعادہ کرنا ہوگا؟

(المستفتی: مستری حافظ انعام الٰہی محلّہ فراشخانہ، دہلی)

الجواب

(۱) دو رکعت والی سنتوں میں اگر بھولے سے دوسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا ہوگیا اور چار پڑھ لیں تو نماز ہوگئی۔(۲)

(۲) فرض نماز میں دوسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا ہوگیا اور چار رکعتیں بجائے دو کے پڑھ لیں تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔(۳)

---

(۱) (ولوسها عن القعود الأخير) كله أو بعضه (عاد)...(وإن قعد فى الرابعة) مثلاً قدر التشهد (ثم قام عاد)، إلخ، وسجد للسهو فى الصورتين لنقصان فرضه بتأخير السلام فى الأولٰى وتركه فى الثانية.(الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۶۹۸/۱، ظفير)

(۲) وإن صلٰى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد علٰى ركعتين منها قدر التشهد تجزى الأربع عن تسليمة واحدة أى عن ركعتين...ولو قعد علٰى رأس الركعتين جازت عن تسليمتين بالاتفاق.(الحلبى الكبير، فصل فى النوافل، ص: ۳۵۴، دار الكتاب ديوبند، انيس)

(۳) (ولوسها عن القعود الأخير) كله أو بعضه (عاد) (ما لم يقيدها بسجدة)...عامدًا أو ناسيًا أو ساهيا أو مخطئاً تحول فرضه نفلاً ...وضم سادسة ولو فى العصر والفجر (قال المحقق) بناء علٰى أن المراد بالسادسة ركعة زائدة و إلا فهى فى الفجر أربعة".(رد المحتار مع الدر المختار، باب سجود السهو: ۸۵/۲-۸۶، دار الفكر بيروت، انيس)

(۳) امام نے بھولے سے دورکعتوں کے بجائے چار رکعتیں پڑھا دیں تو اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو یہ نماز فرض نہیں ہوئی، چاروں نفل ہو گئے اور اگر قعدہ کر لیا تھا تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز فرض ادا ہو گئی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۹/۴۵۴-۴۵۵)

دورکعت کی نیت کے بعد تین یا چار رکعت پڑھنے کی مختلف صورتیں:

سوال (۱) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۲) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ کر کے تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر سجدہ کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۴) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۵) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۶) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ کر کے تیسری رکعت میں بیٹھ کر بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۷) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۸) اگر کسی شخص نے دورکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۹) اگر کسی شخص نے دورکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری و چھوتھی رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۰) اگر کسی شخص نے دورکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری و چھوتھی رکعت پڑھ کر بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۱)　اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ کر کے تیسری و چھوتھی رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۲)　اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ کر کے تیسری و چھوتھی رکعت پڑھ کر بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۳)　اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۴)　اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۵)　اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۶)　اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ، غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت میں بیٹھ کر بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

(۱)　نماز ہوگئی اور اخیر کی دو رکعت ہوگئیں، پہلی دو رکعت فاسد ہوگئیں۔(۱)

(۲)　پہلی دو رکعت فاسد ہوگئیں دوسری دو رکعت ترک سجدہ کی بنا پر واجب الاعادہ ہیں۔(۲)

(۳)　اس حالت میں سجدۂ سہو واجب نہیں تھا، بلا ضرورت سجدۂ سہو کے اضافہ کی وجہ سے کراہت آگئی۔(۳)

---

(۱)　وإن صلّٰی أربع رکعات بتسلیمة واحدة أنه لم یقعد علٰی رکعتین،تجزی)الأربع(عن تسلیمة واحدة، وهو المختار)...لأن القعدة علٰی رأس الثانیة فرض فی التطوع، فإذا ترکها کان ینبغی أن تفسد صلاته أصلاً کما هو قول محمد وزفر،وهو القیاس،وإنما جاز علٰی قول أبی حنیفة وأبی یوسف استحسانا،فأخذنا بالقیاس فی فساد الشفع الأول،وبالاستحسان فی حق بقاء التحریمة، وإذا بقیت صح شروعه فی الشفع الثانی،وقد أتمه بالقعدة، فجاز عن تسلیمة واحدة" (الحلبی الکبیر،فصل فی النوافل،التراویح،ص:٤٠٨،سهیل اکادمی لاهور)

(۲)　و إنما تجب الإعاده إذا ترک واجباً عمدًا جبرًا لنقصانه واحدة.(البحر الرائق،باب سجود السهو:٢/٢٦١،رشیدیة)

(۳)　ولایجب السجود إلا بترک واجب أو تأخیره أو تأخیر رکن أوتقدیمه أوتکراره أوتغییر واجب بأن یجهر فیما یخافت وفی الحقیقة وجوبه بشئ واحد وهوترک الواجب،کذا فی الکافی.(الفتاوٰی الهندیة،الباب الثانی عشرفی سجود السهو:١/١٢٦،رشیدیة)

(۴) صحیح ہوگئی اور چاروں رکعت درست ہوگئیں۔(۱)

(۵) ایک اخیر کی رکعت درست نہیں ہوئی، پہلی دو رکعت صحیح ہوگئیں۔(۲)

(۶) ترک سجدہ سہو کی بنا پر واجب الاعادہ ہے۔(۳)

(۷) کوئی رکعت صحیح نہیں ہوگئیں۔(۴)

(۸) ایضاً۔(۵)

(۹) اخیر کی دو رکعت صحیح ہوگئیں۔(۶)

(۱۰) اخیر کی دو رکعت کا اعادہ واجب ہے۔(۷)

(۱۱) سجدہ سہو کی وجہ سے کراہت پیدا ہوگئی۔

(۱۲) سب صحیح ہوگئی۔

(۱۳) ----

(۱۴) دو رکعت کا اعادہ واجب ہے۔

(۱۵) کوئی رکعت صحیح نہیں ہوئی۔

(۱۶) ایضاً۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۹/۱۲/۱۹ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم، صحیح: عبد اللطیف۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۳۷-۴۳۸)

---

(۱) و إن قعد على الثانية قدر التشهد، اختلفوا فيه قال: بعضهم لايجوز إلا عن تسليمة واحدة، وعلىٰ قول العامة يجوز عن تسلمتين، وهو الصحيح. (فتاویٰ قاضی خان، كتاب الصوم، فصل فى السهو وأحكامه: ۱/ ۲۴۰، رشيدية)

(۲) ”وإن صلىٰ ثلاث ركعات بتسليمة واحدة، فهو علىٰ وجهين: إما إن قعد فى الثانية أو لم يقعد، فإن قعد جاز عن تسليمة واحدة ويجب عليه قضاء ركعتين؛ لأنه شرع فى الشفع الثانى بعد إكمال الشفع الأول، فإذا أفسد الشفع الثانى بترك الرابعة، كان عليه قضاء ركتين. (فتاوىٰ قاضى خان، فصل فى السهو وأحكامه: ۱/ ۲۴۰، رشيدية)

(۳) و إنما تجب الإعاده إذا ترك واجباً عمدًا جبرًا لنقصانه. (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۲/ ۲۶۱، رشيدية)

(۴،۵) و إن صلىٰ ثلاث ركعات بتسليمة واحدة.... (فتاوىٰ قاضى خان، فصل فى السهو وأحكامه: ۱/ ۲۴۱، رشيدية)

(۶) (وإن صلىٰ أربع ركعات بتسليمة واحده أنه لم يقعد علىٰ ركعتين، تجزى) الأربع (عن تسليمة واحدة، وهو المختار)... لأن القعدة علىٰ رأس الثانية فرض فى التطوع، فإذا تركها كان ينبغى أن تفسد صلا ته أصلاً كما هو قول محمد وزفر، وهو القياس، وإنما جاز علىٰ قول أبى حنيفة وأبى يوسف استحساناً، فأخذنا بالقياس فى فساد الشفع الأول، وبالاستحسان فى حق بقاء التحريمة، وإذا بقيت صح شروعه فى الشفع الثانى، وقد أتمه بالقعدة، فجاز عن تسليمة واحدة. (الحلبى الكبير، فصل فى النوافل، التراويح، ص: ۴۰۸، سهيل اكادمى لاهور)

(۷) وإنما تجب الاعاده إذا ترك واجبا عمدا جبرا لنقصانه. (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۲/ ۲۶۱، رشيدية)

امام باوجود تسبیح کے پانچویں رکعت شروع کردے تو مقتدی اقتدا نہ کرے:

سوال: جب امام چار رکعت کے بجائے پانچویں رکعت شروع کردے اور مقتدی یوں کے بار بار متنبہ کرنے پر بھی قعود نہ کرے تو امام کی اقتدا کی جائے، یا نہیں؟

الجواب ________________

پانچویں رکعت میں اقتدا نہ کریں۔ درمختار میں ہے کہ اگر امام بعد قعود اخیرہ پانچویں رکعت کی طرف اٹھا تو مقتدی بیٹھے رہیں اور اس کے لوٹنے کا انتظار کریں۔ اگر وہ لوٹا تو مقتدی اس کے ساتھ ہو جاویں اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو مقتدی سلام پھیر کر نماز ختم کردیں،(۱) اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور بلا قعود پانچویں رکعت کی طرف اٹھ گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو پھر مسئلہ معروف ہے کہ کسی کی نماز فرض ادا نہیں ہوئی۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۱/۴)

پانچویں رکعت کے لیے امام بھول سے کھڑا ہوا تو کیا مقتدی پیروی کرے:

سوال (۱) امام نے چاروں رکعت پڑھ لی اور اخیر قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ نہیں دیا اور نہ لقمہ دینا جانتا ہے اور مقتدیوں کو معلوم ہے کہ یہ پانچویں رکعت ہے۔ اب مقتدی پوری التحیات (پوری التحیات سے مراد درود شریف اور دعا ہے) پڑھ کر سلام پھیر دیں، یا امام کا اقتدا کریں؟

امام پانچویں رکعت کے لیے بھول سے کھڑا ہو گیا، لقمہ دیا؛ مگر نہیں لیا تو مسبوق کیا کرے:

(۲) زید دو رکعت میں امام کے ساتھ آ کر مل گیا، امام قعدۂ اخیر کر کے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا؛ لیکن امام نے لقمہ نہیں لیا۔ اب زید کی تقلید و اقتدا کرنی چاہیے، یا کیا؟

الجواب ________________

(۱) دونوں اختیار ہیں۔ (۳) لیکن جو شخص اول سے شریک نہیں، وہ اگر اقتدا کرے گا، فرض باطل ہو جائے گا۔ (۴)

---

(۱) (وإن قعد فی الرابعة) مثلاً قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) ولو سلم قائمًا صح ثم الأصح أن القوم ينتظرونه فإن عاد تبعوه (وإن سجد للخامسة سلموا) لأنه تم فرضه إذلم يبق عليه إلا السلام. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۸۷/۲، ظفير)

(۲) (وسها عن القعود الأخير) عاد، إلخ (ما لم يقيدها بسجدة) الخ (وإن قيدها) بسجدة عامداً أو ناسيًا أو ساهيًا أو مخطئًا تحول فرضه نفلاً برفعه الجبهة، الخ. (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، باب سجود السهو: ۸۵/۲، ظفير)

(۳) وإن قعد فی الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام، عاد وسلم ... ثم الأصح أن القوم ينتظرونه فإن عاد تبعوه، وإن سجد للخامسة سلموا؛ لأنه تم فرضه. (الدر المختار)

(قوله: ثم الأصح) لأنه لا اتباع فی البدعة، وقيل يتبعونه مطلقاً عاد أولا. (ردالمحتار: ۸۷/۲، دار الفكر، انيس) ==

(۲)　نہیں پڑھے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۵-۴۱۷)

اگر امام قعدۂ اخیرہ کے بعد سہواً کھڑا ہو جائے تو؟

سوال: امام اگر آخر قعدہ [میں] نہ بیٹھے اور سہواً کھڑا ہو جاوے تو مقتدی اتباعِ امام کریں، یا نہیں؟ درصورت عدم اتباع اگر بیٹھ کر سلام پھیر دیویں تو نماز ان کی جائز [ہوگی]، یا نہ؟ اگر شق اول اختیار کی جاوے تو اطاعت امام بھی ضروری تھی اور وہ متروک ہے، پھر دلیل جواز اس کی کیا ہوگی؟

الجواب

مقتدی امام کو سبحان اللہ، یا دیگر ذکر سنا کر بٹھا دیں، اگر نہ بیٹھے تو سجدہ تک انتظار کریں اور اعلام کرتے رہیں، اگر امام لوٹ آیا سجدۂ سہو کر کے، سب کے ساتھ سلام پھیرے اور جو نہ لوٹا اور سجدہ رکعت خامسہ کا کر لیا تو مقتدی سلام دے کر رخصت ہوویں، امام کو چھوڑ دیویں کہ امام نوافل میں چلا گیا، وہ امام فرائض کا تھا نہ نوافل کا، اب امام نہیں رہا، دوسری نماز پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ رام پور، ص:۲-۳) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۸۰)

امام قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو جائے:

سوال: اگر امام صاحب عصر کی نماز میں غلطی سے پانچویں رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں تو مقتدی کیا کرے؟

(محمد جانگیرالدین طالب، باغ امجد الدولہ)

الجواب

اگر امام چوتھی رکعت پر قعدہ کرنے کے بعد پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو اس کی اقتدا نہیں کرنی چاہیے؛ بلکہ مقتدی حضرات بیٹھے رہیں اور امام کو لقمہ دیں، اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے قعدہ میں واپس آ جائے اور سلام پھیر دے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سلام کریں، اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر گزرے تو اب مقتدیوں کو مزید انتظار کرنے کی ضرورت نہیں، وہ سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کر لیں۔

وإذا صلى الإمام أربع ركعات وقعد على رأس الرابعة وقام إلى الخامسة ساهيًا... وإن قيد الخامسة بالسجدة ليسلم المقتدى ولا ينتظر الإمام. (۲) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۴۱)

==(۴) ومن جملتها أنه لو قام إمامه إلى الخامسة فتابعه، فإن كان الإمام قعد على الرابعة فسدت صلاة المسبوق لاقتدائه في موضع الانفراد. (غنية المستملي، ص: ٤٤١)

حاشیہ صفحہ هذا (۱)　یعنی یہ مسبوق امام کی اقتدا نہ کرے، ورنہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی؛ بلکہ مسبوق اپنی باقی نماز پڑھے۔

(۲)　الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية، باب افتتاح: ۱/۹۸-۹۹، انيس

چار رکعت والی نماز میں پانچویں کے لیے کھڑا ہونے سے سجدۂ سہو:

سوال: چار رکعت والے فرض میں چار رکعت کے بعد تشہد پڑھ کر امام غلطی سے کھڑا ہو گیا تو اب کیا چھ رکعت پوری کر کے سلام پھیرے، یا کیا کرے؟ اور اگر تشہد نہیں پڑھا تو کیا حکم ہے اور ایسی حالت میں جو لوگ امام کے ساتھ دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوئے ہیں، ان کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اگر یاد آ گیا تو بیٹھ جائے، ورنہ چھ پوری کرے اور ہر صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا، اگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز درست نہیں ہوئی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ: ۴۳۰/۷)

فرض کا قعدۂ اخیرہ بھول کر چھوڑ دیا اور پانچویں رکعت ملالی تو کیا وہ نفل ہو جائیں گی:

سوال: جس شخص نے سہو کیا قعدۂ اخیرہ سے اور مقید کیا سجدہ سے، کہتے ہیں کہ **تحول فرضه نفلاً**، حالاں کہ نفلوں {کے بارے} میں فرماتے ہیں: "**لأن كل شفع من النفل صلاة علىٰ حدة بدليل نقل**" مع حوالہ صفحہ کتاب و مطبع تحریر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

"**فرضه نفلاً**" (۲) خود مصرح ہے، اس کے لیے اور کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے اور "**كل شفع من النفل صلاة على حدة**" بھی قاعدہ صحیح ہے؛ لیکن یہاں سجدۂ سہو سے اس کا انجبار کر دیا گیا۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۴/۴)

چوتھی رکعت کے بعد کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت پڑھ لی اور سجدۂ سہو کر کے نماز ختم کی تو کیا حکم ہے:

سوال: عشا کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام کو یہ خیال رہا کہ تین رکعت ہوئی ہیں؛ اس لیے کھڑا ہو گیا، بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام کو اشارہ کیا؛ مگر امام نہ بیٹھا؛ بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع، سجدہ کر کے سجدۂ سہو کر کے نماز ختم کی۔ اس صورت میں امام کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ اور جو مقتدی قعدۂ اخیرہ کی غرض سے اول بیٹھ گئے تھے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں پانچویں رکعت کے شامل ہو گئے تھے، ان کی بھی نماز ہو گئی، یا نہیں؟

---

(۱) (ولو سها عن القعود الأخير) كله أو بعضه (عاد ما لم يقيد ها بسجدة)...وسجد للسهو، لتأخير القعود (وإن قيدها) بسجدة...(تحول فرضه نفلاً برفعه ...(وإن قعد في الرابعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام، عاد وسلم ...وإن سجد للخامسة سلموا، وضم إليها سادسة ...لتصير الركعتان له نفلا ... ، وسجد للسهو). (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب سجود السهو: ۲/۸۵-۸۷، سعيد)

(۲) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۱/۶۹۸، ظفير

الجواب

امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہوکر رکوع سجدہ کر کے بیٹھا تو بوجہ فوت ہونے قعدۂ اخیرہ کے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب کہ امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی میں کسی کی بھی نماز نہیں ہوئی، نہ مسبوق کی نہ مدرک کی۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۰۵)

قعدۂ اخیرہ کے بعد ایک دو رکعت پڑھنے کا حکم:

(از تتمہ)

سوال (۱) دو رکعت والی نماز کی نیت باندھی ہے اور بھولے سے چار رکعت پڑھ لی ہے، مثلاً: ظہر کی دو رکعت سنت کی چار رکعت پڑھ لیں۔

(۲) فرض نماز ہے اور دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لیں، یا پانچویں میں اچھی طرح کھڑا ہو گیا، ایسی صورت میں کیا کرنا ہے، جس سے نماز صحیح ہو؟

(۳) امام نے دو رکعت فرض کے بجائے چار رکعت پڑھا دیں بھولے سے کیا، اس کا اعادہ کرنا ہوگا؟

(المستفتی: مستری حافظ انعام الٰہی محلّہ فراش خانہ دہلی)

الجواب

(۱) دو رکعت والی سنتوں میں اگر بھولے سے دوسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا وہ گیا اور چار پڑھ لیں تو نماز ہوگئی۔

(۲) فرض نماز میں دوسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور چار رکعتیں بجائے دو کے پڑھ لیں تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

(۳) امام نے بھولے سے دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں پڑھا دیں تو اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو یہ نماز فرض نہیں ہوئی، چاروں نفل ہو گئے اور اگر قعدہ کر لیا تھا تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز فرض ادا ہوگئی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۳/۴۲۰)

پانچویں رکعت سجدۂ سہو کے ساتھ مکمل کرے:

سوال: امام نے عشا کی چوتھی رکعت میں قعدہ اخیرہ کر کے پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوا اور پانچویں مکمل کر کے سجدۂ سہو کے ساتھ نماز ختم کی۔ نماز درست ہوئی، یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہوئی تو کس صورت میں نماز ہو سکتی تھی؟

---

(۱) وإن سها عن القعدة الأخيرة حتى قام إلى الخامسة رجع إلى القعدة ما لم يسجد،الخ، وإن قيد الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا. (الهداية،باب سجود السهو: ١٤٢/١،ظفير)

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں نماز بلا کراہت درست ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳/۱۳۸-۱۳۹)

اگر بھول کر پانچویں رکعت پڑھ لے:

سوال: امام صاحب نے ظہر کی نماز میں چار رکعت کے بعد قعدۂ اخیرہ کرکے پانچویں رکعت کے لیے اٹھ گئے اور پھر چھ رکعت پوری کرکے قعدہ اور سلام کیا، ایسی صورت میں سجدۂ سہو لازم ہے، یا نہیں؟ مولوی فرید الحق صاحب نے اپنی ایک کتاب میں شرح الوقایہ اور درمختار کے حوالہ سے مسئلہ بیان کرتے ہوئے سجدۂ سہو کا ذکر نہیں کیا ہے، صرف اتنا لکھا ہے کہ ایسی صورت میں چار رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں گی۔ آپ صحیح صورتِ حال سے ہمیں آگاہ فرمائیں کہ آیا اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟　(منیر خان، پوسٹ ماسٹر، گیشوگیری)

الجواب

مذکورہ صورت میں چار رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہوگی، البتہ امام صاحب کے لیے ضروری ہے کہ وہ سجدۂ سہو بھی کریں۔ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

"وإن قيد الخامسة بالسجدة ثم تذكر ضم إليها ركعة أخرىٰ وتم فرضه...ويسجد للسهو استحساناً،لتمكن النقصان في الفرض بالخروج لا على الوجه المسنون وفي النفل بالدخول لا على الوجه المسنون". (۲)(کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۰-۴۴۱)

اگر فجر دو کی جگہ چار اور عصر چار کی جگہ چھ پڑھ لے تو کیا حکم ہے:

سوال: فجر کی نماز بجائے دو رکعت کے چار رکعت ایسے ہی عصر میں بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اگر ہو جاتی ہے تو دو رکعت نفل ہوں گی اور ان دونوں وقتوں میں بوجہ مکروہ ہونے نفل کے مصلی آثم ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں اگر اس نے قعدہ اخیر کرلیا ہے اور پھر کھڑے ہوکر دو رکعتیں اور ملالیں تو پھر سجدۂ سہو کرنے سے

---

(۱) وإن قعده فى الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد سلم ولو سلم قائماً صح ثم الأصح أن القوم ينتظرونه فإن عاد تبعوه و إن سجد للخامسة سلموا؛لأنه تم فرضه...وسجد للسهو فى الصورتين.(الدر المختار مع الرد، كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/ ۸۷-۸۸،دار الفكر بيروت،انيس)

(۲) الهداية،كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۱/۱۳۹-۱۴۰

اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے اور یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔

قال فی الدرالمختار :وضم إليها سادسة ولو في العصر وخامسة في المغرب ورابعة في الفجر به يفتى لتصير الركعتان له نفلاً.(۱)

(قوله:ولوفي العصر)أشارإلى أنه لافرق في مشروعية الضم بين الأوقات المكروهة و غيرها لما مر أن التنفل فيها إنما يكره لوعن قصد وإلا فلا وهو الصحيح.(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۰۲)

فرض نماز کی حالت میں چار رکعت کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا اور مزید دو رکعتیں پڑھ لیں تو؟

سوال: ایک شخص مثلاً ظہر کے فرض پڑھتا ہے اور آخر قعدہ کے بعد سہو سے پانچویں رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، بعد میں یاد آیا تو اس نے دو رکعت [پوری] کر کے سجدہ سہو کر لیا اور نماز تمام کی تو دو رکعت جو بعد فرض کے پڑھتے ہیں، وہ ادا ہو گئی، یا نہیں؟

الجواب

دو رکعت سنت مؤکدہ اس سے ادا نہیں ہوتی، یہ دو نفل ہو جاویں گے۔(۳) فقط واللہ اعلم

(بدست خاص، ص:۴۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۷)

سنتِ فجر میں اگر تیسری رکعت کے لیے بھول سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے:

سوال: کوئی آدمی فجر کی نماز سنت میں پہلی رکعت میں سورۂ فلق، دوسری میں سورۃ الناس پڑھے اور بھول کر دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو کیا کرے؟

الجواب

قیام کی حالت میں جب یاد آجاوے بیٹھ جاوے اور تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے۔(۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۳)

(۱) الدرالمختار، كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو :۸۷/۲، دارالفكر بيروت، ظفير

(۳) وإن قيد الخامسة بالسجدة ثم تذكر ضم إليها ركعة أخرى وتم فرضه...ويسجد للسهو استحسانًا، لتمكن النقصان في الفرض بالخروج لا على الوجه المسنون وفي النفل بالدخول لا على الوجه المسنون".(الهداية،باب سجود السهو: ۱۳۹/۱-۱۴۰، انيس)

(۴) سها عن القعود الأول من الفرض ولوعملياً أما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة ثم تذكره عاد إليه وتشهد ولاسهوعليه في الأصح. (الدرالمختار،باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(لا سهو عليه في الأصح)يعني إذا عاد قبل أن يستتم قائماً،إلخ وأما إذا عاد وهو إلى القيام أقرب فعليه سجود السهو.(رد المحتار،باب سجود السهو: ۸۳/۲، دارالفكر بيروت، ظفير)

اگر چار سنتوں کی نیت کی اور چار رکعت کے بعد، بھول کر کھڑا ہو گیا اور چھ مکمل کر لیں تو؟

سوال: اگر چار رکعت سنت کی نیت کی اور بعد قعدہ آخر کے پانچویں رکعت کے واسطے بھول کر کھڑا ہو گیا اور یاد آنے کے بعد دو رکعت اور پڑھ لی تو سجدہ سہو بھی کرے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۴۵) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۸۰-۱۸۱)

چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد امام کا سجدۂ سہو کرنا:

سوال: چار رکعت والی نماز میں امام کو سجدہ سہو لاحق ہو گیا، امام نے دو رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کے لیے سلام پھر دیا، پھر یاد آیا کہ چار رکعت والی نماز ہے، پھر دو رکعت ادا کی تو وہ ہی سجدہ کافی ہو گیا، یا اور کرنا پڑے گا؟ (احقر: عبد العلی)

الجواب حامدًا و مصلیًا

ختم نماز پر دوبارہ سجدۂ سہو کرے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۱۱/۱۳۵۷ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/ ذیقعدہ/۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۳۳)

نفل کو فرض کے ساتھ ملانے سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: **ولو صلّى أربعًا بتسليمة ولم يقعد في الثانية،ففي الاستحسان لا تفسد، وهي أظهر الروايتين عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ،وإذا لم تفسد قال محمد بن الفضل:تنوب الأربع عن تسليمة واحدة،وهو الصحيح،كذا في السراج الوهاج،وهٰكذا في فتاوىٰ قاضي خان وعن أبي بكر الاسكاف أنه سئل عن رجل قام إلى الثالثة في التراويح ولم يقعد في الثانية؟قال:إن تذكر في القيام،ينبغي أن يعود ويقعد ويسلم،وإن تذكر بعد ما سجد للثالثة،فإن أضاف اليها ركعة اخرى كانت هٰذه الأربع عن تسليمة واحدة،وإن قعد في الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه،فعلىٰ قول العامة يجوز عن تسليمتين،وهو الصحيح،هٰكذا في فتاوىٰ قاضي خان.** (عالمگیری: ۱/۱۱۷، از امداد الفتاویٰ)(۲)

(۱) (قوله:ولو سجد السهو في الشفع التطوع،لم يبن شفعا آخر عليه)؛لأن السجود يبطل لوقوعه في وسط الصلاة،وهو غير مشروع ... كالمسافر إذا نوى الاقامة بعد ماسجد للسهو،ويلزم الأربع،ويعيد السجود.(البحر الرائق، باب سجود السهو: ۲/۱۸۶-۱۸۷،رشيديه)

(۲) الفتاوى الهندية،الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح: ۱/۱۱۸،رشيدية/امداد الفتاویٰ، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی التراویح: ۱/۳۳۰، مکتبہ دار العلوم، کراچی

اس پر قیاس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صلوٰۃ فجر میں قعدہ بھول گیا اور ثالثہ کا سجدہ کرلیا تو رابعہ ملانے سے ۴ر نفل نہ ہوں؛ بلکہ دو ہوں، اسی طرح ظہر میں خامسہ کے ساتھ سادسہ ملانے سے بجائے چھ کے چار نفل نہ ہوں، حالاں کہ جہاں تک بندہ کا خیال ہے فجر میں ۴ر اور ظہر میں ۶ر کا نفل ہونا مذکور ہے، جو تحقیق ہو مطلع فرماویں۔ نیز جس طرح فرض میں قعدہ ثانیہ چھوٹ گیا اور دو نفل ملائے تو سجدۂ سہو نہیں، اسی طرح نوافل میں بھی نہ ہونا چاہیے، حالاں کہ سجدۂ سہو کا وجوب اس صورت میں ظاہر ہے، اگرچہ عالمگیریہ میں اس کو ذکر نہیں کیا۔

اور اگر ثالثہ کے سجدہ سے پہلے قعدہ کی طرف لوٹ آئے تو بھی سجدہ سہو ضروری ہے، حالاں کہ عالمگیریہ کی عبارت: "**ینبغي أن یعود ویسلم**" سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ نیز عالمگیریہ میں جو حکم محرر ہے، اس میں اگر چار رکعت تراویح، یا نوافل کی نیت کی اور قعدہ اولیٰ یاد نہ رہا، یا دو رکعت کی نیت کی اور ثانیہ پر قعدہ بھول کر قعدہ اولیٰ پر سلام پھیر دیا، بعدہ جدید تکبیر کے بغیر باقی دو رکعت پڑھی، یا دو رکعت کی نیت کی اور قعدہ بقدر تشہد بیٹھ کر بھول کر تیسری اور چوتھی بھی ملالی تو ہر دو صورت میں سجدۂ سہو ہوگا، یا نہ؟ اور قدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوا تو تیسری کے سجدہ سے پہلے اگر یاد آ گیا تو عود کرکے سلام پھیرنا زیادہ افضل ہے، یا کہ تیسری اور چوتھی کا پورا کرنا؟ فقط والسلام

(رشید احمد عفی عنہ، مدرس مدینۃ العلوم بھینڈہ، ضلع حیدرآباد، سندھ، ۲۱ر ربیع الاول ۱۳۶۷ھ)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اس سوال میں متعدد جزئیات کو دریافت کیا گیا ہے؛ اس لیے ان جزئیات پر احقر نے نمبر لگا دیئے؛ تاکہ جواب کے انطباق میں سہولت ہو۔

(۱)　فتاویٰ عالمگیری کا یہ جزئیہ دیگر کتب میں بھی مذکور ہے، جس کا یہ مطلب نہیں کہ دو رکعت صحیح ہوئی اور دو فاسد۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو قیاس کی گنجائش نہیں؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دو رکعت تراویح (سنت مؤکدہ) اور دو نفل اسی وجہ سے: "**تنوب الأربع عن تسلیمة واحدة**" کہا، (ورنہ کہتے: "**صحت الرکعتان فقط**") یعنی یہ قائم مقام ۴ر تراویح کے نہیں ہوں گی؛ بلکہ دو تراویح ہوں گی جیسا کہ ظہر کی صورت میں خامسہ و سادسہ قائم مقام دو رکعت سنت مؤکدہ بعدیہ نہیں ہوئی، یہ مطلب نہیں کہ ان کی نفلیت بھی باطل ہوگئی۔

"**وضم إلیها سادسة لتصیر الرکعتان له نفلا وسجد للسهو، ولاتنوبان عن السنة الراتبة بعد الفرض في الأصح، إلخ**". (الدرالمختار، باب سجود السهو)(۱)

حالاں کہ اس صورت میں قعدۂ اخیرہ کرکے کھڑا ہوا ہے کہ ۴ر فرض بھی صحیح ہو گئے اور دو نفل بھی؛ مگر چوں کہ سنن بعدیہ کو تحریمہ مستقلہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے؛ اس لیے یہ دو رکعت ان کے قائم نہیں ہوں گی۔

(۱)　الدرالمختار مع ردالمحتار، باب سجود السهو: ۲/ ۸۷-۸۸، دارالفکر بیروت، انیس

(۲) فرض میں قعدہ ثانیہ چھوڑ کر نفل ملانے سے سجدہ سہو واجب نہ ہونے کی وجہ درمختار میں موجود ہے:

"ولایسجد للسهو علی الأصح؛لأن النقصان بالفساد لاینجبر"،إلخ. (۱)

علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(قوله:لأن النقصان): أی الحاصل بترک القعدة لاینجبر بسجود السهو".

اس پر اشکال فرماتے ہیں:

"فإن قلت:إنه وإن فسد فرضًا فقد صح نفلاً،ومن ترک القعدة فی النفل ساهياً،وجب علیه سجود السهو،فلما إذا لم یجب علی السجود نظرًا لِهٰذا الوجه"،الخ؟

اس کا جواب دیا ہے:

"قلت:إنه فی حال ترک القعدة لم یکن نفلاً،إنما تحققت النفلیة بتقیید الرکعة بسجدة و الضم،فالنفلیة عارضة"،إلخ. (۲)

اس سوال سے معلوم ہوا کہ نفل میں ترک قعدہ کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہونا چاہیے؛ یعنی جب وہ چار فرض ترک قعدہ کی وجہ سے نفل ہوگئے اور ان میں قعدہ چھوٹ گیا تو اس کی مکافات کے لیے سجدہ سہو لازم ہو؟ جواب کا حاصل یہ ہے: سجدہ سہو کا وجوب اس وقت ہوتا ہے، جب کہ یہ نماز ابتدا نفل ہوتی، حالاں کہ یہ ابتدا فرض تھی اور ترک قعدہ اور ضم خامسہ کے بعد نفل ہوئی، لہٰذا سجدۂ سہو ساقط ہے۔ نفل کے متعلق شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ کا اختلاف ہے امام محمد ترک قعدہ سے فساد کے قائل ہیں اور شیخین ضم ثالثہ کے وقت درمیانی قعدہ کے وجوب کے قائل ہیں۔

مشائخ کی تصحیح بھی مختلف ہیں، لہٰذا قول شیخین کے موافق تو سجدہ سہو لزوم اصل ہے اور امام محمد کے قول کے موافق نفل فاسد ہوگئی، پھر آپ کا یہ تحریر کرنا کہ نوافل میں بھی سجدہ سہو نہیں ہونا چاہیے، یہ کس قول کے موافق ہے:

"أو صلی أربعا فأکثر ولم یقعد بینهما استحسانا؛لأنه بقیامه جعلها صلٰوة واحدة،فتبقی واجبة،والخاتمة هی الفرضیة،وفی التشریح:صلٰی ألف رکعة،ولم یقعد إلا فی آخرها،صح خلافًا لمحمد رحمه اللّٰه علیه،وسجده للسهو،الخ". (الدرالمختار)

(فتبقی واجبة):أی کما فی نظیره من الفرض الرباعی،فإن قعدة الأولٰی فیه واجبة لایبطل بترکها...إنما هی الأخیرة ... (قوله:صح خلافًا لمحمد رحمة اللّٰه علیه)؛لأنه یقول بفساد الشفع یترک قعدته کما هو القیاس،وقد مر،لکن (قوله:صح)مبنی علٰی أن مازاد علی الأربع کالأربع فی جریان الاحسان فیه،وهو قول لبعض المشایخ،قد علمت اختلاف التصحیح فیه

(۱-۲) الدرالمختار مع ردالمحتار،باب سجود السهو: ۸۷/۲،دارالفکر بیروت،انیس

(قوله: ويسجد للسهو) سواء ترك القعدة عمدًا أو سهوًا، نعم في العمد يسمى سجود عذر ح، عن النهر، وسيأتي أن المعتمد عدم السجود في العمد، إلخ". (ردالمحتار: ۶۵۲/۱، باب النوافل)(۱)

(۳)　عالمگیری کی اس عبارت میں اگر چہ سجدۂ سہو کا ذکر نہیں؛ لیکن اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا اور یہاں ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بحث سجدۂ سہو میں خود عالمگیری میں ایک کلیہ بیان کر دیا ہے:

"وحكم السهو في الفرض والنفل سواء، كذا في المحيط"، إلخ. (ص: ۱۲۶)(۲)

اور جس مسئلہ میں فرق ہے، اس کو ذکر کر دیا۔

(۴)　دونوں صورتیں اس حکم میں برابر ہیں کہ کوئی فرق نہیں، جب دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو شفعہ اولیٰ تام ہو گیا، اگر چہ ۴ رکی نیت کی تھی، اس نیت کا اعتبار نہیں؛ بلکہ شروع کرنے سے دو ہی لازم ہوتی ہیں، جب ثالثہ کے لیے کھڑا ہوا تو یہ شفعہ ثانیہ متصلہ ہوگا، بوقت قیام اگر تکبیر کہی ہے تو وہی تحریمہ ہے، اگر چہ بہ نیت قیام إلی الثالثہ کہی ہو، اس کے بعد جو شفعہ پڑھے گا، وہ صحیح ہوگا۔ اگر نہیں کہی تو شفعہ ثانیہ کا شروع صحیح نہیں ہوا، فقہ میں اس کی نظیریں موجود ہیں کہ نفس تکبیر کو اگر چہ تحریمہ کے علاوہ کسی اور نیت سے کہی ہو، بمنزلہ تکبیر تحریمہ کے قرار دیا گیا ہے اور نیت کا اعتبار نہیں کیا گیا، یہ پہلی صورت کا حکم ہے۔ دوسری صورت بالکل ظاہر ہے کہ شفعہ اولیٰ پر ثانیہ کی بناء صحیح ہے، اگر چہ بوقت شروع ایک ہی شفعہ کی نیت کی تھی۔

"كل شفع منه صلاة"، إلخ. (الدر المختار)

"كأنه والله إعلم لتمكنه من الخروج على رأس الركعتين، فإذا قام إلى شفع آخر، كان بانيًا صلاة على تحريمة صلاة، ومن ثمة صرحوا بأنه لو نوى أربعًا، لايجب عليه بتحريمتها سوى الركعتين في المشهور عن أصحابنا، وأن القيام إلى الثالثة بمنزلة تحريمة مبتدأة حتى إن فساد الشفع الثاني لايوجب فساد الشفع الأول"، الخ. (شامي: ۴۲۸/۱، باب صفة الصلاة)(۳)

لہٰذا دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو لازم نہیں۔

(۵)　بظاہر چوتھی کا پورا کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ شفعہ ثانیہ کی بناء صحیح ہے۔

قال الله تعالى: ﴿ولا تبطلوا أعمالكم﴾ (۴) آیت کا تقاضا یہ ہے کہ عود جائز نہ ہو، جیسا کہ "لزوم النوافل بالشروع" کا تقاضا ہے:

(۱)　الدر المختار مع ردالمحتار، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل الستة عشرية: ۳۶/۲، سعيد
(۲)　الفتاوى الهندية، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱۲۶/۱، رشيدية
(۳)　الدر المختار مع رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب: كل شفع من النفل صلاة: ۴۵۹/۱، سعيد
(۴)　سوره محمد: ۳۳

قال في الدر المختار: (ولزم نفل شرع فيه) بتكبيرة الاحرام أوبقيام الثالثة شروعًا صحيحًا (قصدًا)"إلخ.

"(قوله: أوبقيام الثالثة): أي وقد أدى الشفع الأول صحيحًا، فإذا أفسد الثاني، لزمه(قضاؤه فقط، ولا يسرى إلى الأول؛ لأن كل شفع صلاة علىٰ حدة، بحر"الخ. (شامي: ٦٤٥/١، باب النوافل)(۱)

لیکن چوں کہ شفعۂ ثانیہ کی بناء قصداً نہیں کی؛ بلکہ بھول کی ہے؛ اس لیے عود کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ هٰكذا يفهم فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۵/۱۳۶۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۴۱-۴۴۵)

چھٹی رکعت میں جوملا، اس کی نماز نہیں ہوئی:

سوال: امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہوگیا چھ رکعت پوری کر کے سجدہ کر کے سلام پھیر دیا، پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہوگیا تو اس کی نماز صحیح ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہوگیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو چھٹی رکعت ملالے اور سجدۂ سہو کرلے تو فرض اس کے پورے ہوگئے، اگر کوئی شخص پانچویں، یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی؛ کیوں کہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں، هكذا في الشامي۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۱۰-۴۱۱)

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۲۹/۲، دار الفكر بيروت، سعيد

(۲) لو اقتدى به مفترض في قيام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم يصح ولو عاد إلى القعدة؛ لأنه لما قام إلى الخامسة فقد شرع في النفل فكان اقتداء المفترض بالمتنفل. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۸۸/۲، دار الفكر بيروت، ظفير)

مسئلہ: جس وقت نماز فرض کو واجب کے ترک سے اعادہ کیا تو اعادہ واجب ہے؛ لیکن واجب مثل وتر کے نہیں؛ بلکہ درحقیقت وہ نفل ہے کہ یہ بسبب جبر کرنے نقصان فرض کے وجوب اس کو عارض ہوگیا ہے، جیسے کوئی شخص نذر معین دو رکعت نفل کی کرلے تو درحقیقت یہ نماز نفل ہے؛ لیکن وجوب سبب نذر کے اس کو عارض ہوگیا ہے، اس واسطے بعد عصر ادا کرنا اس کا جائز نہیں، یا کوئی نفل شروع کر کے توڑ دیوے تو اعادہ واجب ہوگا تو وقت اعادہ، درحقیقت نفل ادا کرنا ہے، جس کو وجوب عارض ہوگیا ہے۔ پس جب کہ اس طرح وقت اعادہ نماز درحقیقت نفل ہوئی تو اس کے پیچھے فرض ادا کرنا جائز نہیں، اگر چہ اس کو وجوب عارض ہوگیا ہے؛ لیکن اصل نفل سے خارج نہیں ہوئی اور یہ نماز بالفرض اگر ایسی واجب ہوتی جیسے وتر، تاہم اقتدا مفترض کی اس کے پیچھے درست نہ ہوئی؛ کیوں کہ یہ فرض فقط عملاً ہے اور وہ فرض عملاً واعتقاداً تو فرض عملاً بعض قوی ہوتا ہے اور بعض ضعیف اور یہاں اولیٰ ضعیف ہے اور ثانی قوی تو ضعیف کے پیچھے قوی جائز نہ ہوگا۔

(مجموعہ رام پور، ص: ۱۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۹)

قعدۂ اخیرہ میں بعد ختم درود ودعا تاخیر سے سلام پھیرا تو کیا سجدۂ سہو لازم ہے:

سوال: قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد ودرود کے کچھ دیر تک سکوت کیا اور سلام نہیں پھیرا تو سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟ اور بصورت وجوب دوبارہ تشہد سجدۂ سہو کرے، یا کیا؟

الجواب

اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۰۰)

سجدۂ سہو کے بعد قیام کرلیا:

سوال: ایک شخص نے فرض نماز میں سجدۂ سہو کرنے کے بعد ''التحیات'' بیٹھ کر نہیں پڑھی اور سیدھا غلطی سے کھڑا ہوگیا، اب قیام کی حالت میں یاد آیا کہ مجھے بیٹھ کر ''التحیات'' درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیرنا تھا تو نماز ہوگی، یا نہیں؟ التحیات، درود اور دعا نہ پڑھے اور صرف کھڑے ہوتے ہی سلام پھیر دے تو کیسا ہے؟

الجواب حامدًا ومصليًا

اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر ''التحیات'' پڑھ کر پھر سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے۔

في المحيط بأن السجدة المتقدمة لا ترفع النقصان المتأخر. (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۳۵-۴۳۶)

بجائے ''السلام'' کے ''الله اكبر'' کے ذریعہ نماز ختم کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال: سلام پھرتے وقت سہواً ''السلام عليكم'' کی جگہ ''الله اكبر'' کہہ دے تو نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب حامدًا ومصليًا

لفظ ''السلام'' واجب ہے، اس کے چھوٹنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا، (۳) اگر سجدۂ سہو کیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۵۳)

---

(۱) أما لو تفكر في صلاة قبلها هل صلاها أم لا، ففي المحيط أنه ذكر في بعض الروايات أنه لاسهو عليه وإن أخر فعلاً كما لو تفكر في أمر من أمور الدنيا حتى أخر ركنًا. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۹٤، دارالفكر بيروت، انيس)

(۲) البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۱۷۵، رشيدية

(۳) الثامن لفظ السلام ... قال في التجنيس: و السهو عن السلام يوجب سجود السهو. (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۲/۱٦۹، رشيدية)

==

سجدۂ سہو سے اٹھتے وقت "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہنا:

سوال: امام سجدۂ سہو سے اٹھتے وقت بجائے "اللّٰہ أکبر" کے "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے اٹھے تو سجدۂ سہو کی ضرورت ہے، یا نماز ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

سجدہ سہو سے اٹھتے وقت "اللّٰہ أکبر" کے سہواً "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہہ دیا تو بھی سجدۂ سہو لازم نہیں، نماز ہوگئی۔ (۱) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۵/۱۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۸/۷)

سجدۂ سہو بعد سلام کرے:

سوال: سجدۂ سہو قبل السلام ہونا چاہیے، یا بعد السلام؟ یا امام ومنفرد میں کوئی فرق ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

بہتر اور راجح صورت یہی ہے کہ فقط دائیں جانب سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے اور اس میں کوئی فرق امام ومنفرد میں معلوم نہیں ہوتا۔ (۲)

فی الدر المختار: يجب له بعد سلام واحد عن يمينه (إلٰى أن قال) لأنه المعهود وبه يحصل التحليل وهو الأصح، الخ. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۴۱۷/۴-۴۱۸)

== "فرع: لو أتى بلفظ آخر لايقوم مقام السلام، ولو كان بمعناه كما فى مجمع الأنهر". (حاشية الطحطاوى علٰى مراقى الفلاح، فصل فى بيان واجب الصلاة، ص: ۲۵۳، قديمى)

(۴) "(ولها واجبات) لا تفسد بتركها، وتعادوجوباً فى العمد والسهو إن لم يسجد له". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۴۵٦/۱، سعيد)

حاشية صفحه هذا:

(۱) قال العلامة الحلبى: فلا يجب بترك السنن والمستحبات كالتعوذ والتسمية والثناء والتأمين وتكبيرات الانتقالات والتسبيحات". (الحلبى الكبير، فصل فى سجود السهو، ص: ۳۹۳، سهيل اكادمى لاهور)

(۲) عن عبد اللّٰه بن جعفر أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من شك فى صلاته فليسجد سجدتين بعد ما يسلم. (إعلاء السنن، باب وجوب سجود السهو وكونه بين السلامين: ۱۵۲/۷، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية باكستان، انيس)

(۳) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، الخ: ٦۹۱/۱، ظفير

وَالَّذِى يَنۢبَغِى الِاعْتِمَادُ عليه تَصْحِيحُ المجتبى أَنَّهُ يُسَلِّمُ عن يَمِينِهِ فَقَطْ لِأَنَّ السَّلَامَ عن الْيَمِينِ مَعْهُودٌ وَبِهِ يَحْصُلُ التَّحْلِيلُ فَلَا حَاجَةَ إِلَى غَيْرِهِ. (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۱۰۰/۲، دار المعرفة بيروت، انيس)

سجدۂ سہو سلام کے بعد:

سوال: ایک امام صاحب نماز میں کوئی سہو آ جائے تو سجدۂ سہو نہیں کرتے، سلام کے بعد کوئی بتائے تو بعد گفتگو سجدۂ سہو کر لیتے ہیں اور بغیر سلام سجدۂ سہو ادا کرتے ہیں؟

الجواب

کلام کے بعد سجدۂ سہو سے نماز نہیں ہوتی اور سجدۂ سہو سلام کے بعد ہونا چاہیے۔(۱)

محمد کفایت اللہ (کفایت المفتی:۴۱۶/۳)

سجدۂ سہو سے قبل سلام پھیرنا:

سوال: سجدۂ سہو سلام کے بعد کرنا چاہیے، یا سلام پھیرنا ضروری نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو سے پہلے سلام پھیرنا مسنون ہے اور اگر بغیر سلام کے سجدہ کر لیا تو بھی جائز ہے۔

مختصر قدوری میں ہے:

لا أجد سجود السهو سنة فی روایة الحسن،واجب عند غیره وهو یلزم فی الزیادة والنقصان بعد السلام عندنا ولو سجد قبل السلام یجوز عندنا ولا إعادة علیه،انتهٰی. (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو:۲۱۶)

سجدۂ سہو کے لیے صرف ایک طرف سلام پھیرے:

سوال: جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیرے، یا صرف دائیں جانب؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صرف ایک طرف سلام پھیرے، اگر دونوں طرف پھیر دیا، کچھ حرج نہیں، تب بھی سجدۂ سہو کرے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۸۶/۴)

---

(۱) (ویسجد للسهو ولو مع سلامه) ناویًا(للقطع)؛لأن نیة تغییر المشروع لغو(ما لم یتحول عن القبلة أو یتکلم) لبطلان التحریمة إلخ (التنویر و شرحه،باب سجود السهو: ۹۱/۲،ط:سعید)

یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط(سجدتان وتشهد وسلام)؛لأن سجود السهو یرفع التشهد...ویأ تی بالصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والدعاء فی القعود الأخیر.(التنویر وشرحه،باب سجود السهو: ۷۷/۲-۷۹)

(۲) یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط؛لأنه المعهود وبه یحصل التحلیل وهو الأصح.(الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار،کتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۷۸/۲،دارالفکر بیروت،ظفیر)

سجدۂ سہو کی تحقیق:

سوال: سلام سجدہ سہو کا اکثر فقہا نے ایک طرف لکھا ہے، مگر بعض علما نے دونوں طرف سلام پھیرنے کو ترجیح دی ہے، کون سا قول راجح ہے؟

الجواب

درمختار میں ہے:

"یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط؛ لأنه المعهود به ویحصل التحلیل وهو الأصح، بحر عن المجتبیٰ، الخ".

اور شامی میں ہے:

"(قوله: واحد) هٰذا قول الجمهور منهم شیخ الإسلام وفخر الإسلام وقال فی الکافی: إنه الصواب وعلیه الجمهور وإلیه أشار فی الأصل، آه ... قیل: یأتی با لتسلیمتین وهو اختیار شمس الأئمة وصدر الإسلام أخی فخر الإسلام، إلخ وفی الحلیة اختار الکرخی وفخر الإسلام وشیخ الإسلام وصاحب الإیضاح أن یسلم تسلیمة واحدة و نص فی المحیط علیٰ أنه الأصوب وفی الکا فی علی أنه الصواب. (۱)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ترجیح ایک طرف سلام پھیرنے کو ہے۔ (امداد المفتین: ۳۱۸/۲)

سجدۂ سہو ایک سلام کے بعد ہے، یا دونوں کے:

سوال: سجدۂ سہو دونوں سلام کے بعد ادا کرے، یا ایک سلام کے بعد؟

الجواب

ایک سلام کے بعد ادا کرے۔ فقط

دلیله قول الدر المختار: یحب بعد سلام واحد عن یمینه (إلیٰ قوله) سجدتان. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ، مفتی مدرسہ دار العلوم دیو بند، ۵/ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴۰۵/۴)

(۱-۲) ردالمحتار، باب سجود السهو: ۷۸/۲، دار الفکر بیروت، انیس

عن عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه عنه سجدتا السهو بعد السلام. (إعلاء السنن، باب سجود السهو وکونه بین السلامین: ۱٦۱/۷، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة/ شرح معانی الآثار، باب سجود السهو فی الصلاة هل هو قبل السلام، الخ، رقم الحدیث: ۲۳٦٦، انیس)

سجدۂ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرے اور تشہد پورا پڑھے:

سوال: سجدۂ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہیے، یا دونوں طرف اور آدھی التحیات پڑھ کر سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے، یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدۂ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے، یا کس طرح کرے؟

الجواب

پوری التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کے کر کے پھر پوری التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے۔(۱) فقط (درود کے بعد دعا بھی پڑھے،ظفیر) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۹۸/۴)

منفرد سجدۂ سہو کے لیے ایک طرف سلام پھیرے، یا دونوں طرف:

سوال: منفرد کو سجدۂ سہو لازم ہوا تو ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے، یا دونوں طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے؟ اس میں صحیح قول کون سا ہے، معلوم کراویں؛ کیوں کہ درمختار کی عبارت سے دوسرے سلام کے بعد سجدۂ سہو نہ کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دو سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو ساقط ہو جاتا ہے، نماز پھر پڑھنے کو کہا جاتا ہے، اس واسطے آپ کو تکلیف دی جا رہی ہے۔ برائے کرم مہربانی فرما کر جواب جلد عنایت فرمائیے گا۔

الجواب

درمختار میں ایک قول کی بنا پر یہ کہا ہے کہ سجدۂ سہو کے لیے اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تو پھر سجدۂ سہو ساقط ہے؛ مگر فتوی اس پر نہیں؛ بلکہ فتوی اس پر ہے کہ سجدۂ سہو کے لیے سلام تو ایک ہی طرف پھیرے؛ لیکن اگر دونوں طرف سلام پھیر دے، تب بھی سجدۂ سہو ساقط نہیں ہوا؛ بلکہ وہ سجدۂ سہو دونوں طرف سلام کے بعد بھی کر سکتا ہے اور اعادہ واجب نہیں۔

ووجهه ما فی رد المحتار: وقيل يأتی بتسليمتين وهو اختيار شمس الأئمة وصدر الإسلام أخی فخر الإسلام وصححه فی الهداية والظهيرية والمفيد والينابيع، كذا فی شرح المنية.

قال فی البحر: وعزاه أی الثانی فی البدائع إلٰی عامتهم فقد تعارض النقل عن الجمهور، آه.(۷۷۳/۱)(۲)

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه: إذا قام أحدكم فی قعود أو قعد فی قيام أوسلم فی الركعتين فليتم ثم يسلم ثم يسجد سجدتين يتشهد فيهما بعد سجود السهو. (إعلاء السنن، باب التشهد بعد سجود السهو: ١٦٤/٧، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، باكستان، انيس)

وكيفيته أن يكبر بعد سلامه الأول ويخر ساجدًا ويسبح فی سجوده ثم يفعل ثانيًا كذالک ثم يتشهد ثانيًا ثم يسلم ويأتی بالصلاة علی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم والدعاء فی قعدة السهو هو الصحيح، إلخ. (الفتاوى الهندية، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ١٢٥/١، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٧٨/٢، دار الفكر بيروت، انيس

فإذا كان مختار هؤلاء الأعلام أن يأتي بسجود السهو بعد تسليمتين لزم عدم سقوط السجود بهما ولكن الأحوط الاحتراز عن التسليمتين خروجا من الخلاف فقد قال بعض من قال بتسليمة واحدة فقط بسقوطه بهما.

قال الشامي: قلت: وعليه فيجب ترک التسليمة الثانية، آه. (۱)

قلت: ووجه جواز التسليمتين إطلاق قوله صلى الله عليه وسلم سجدتا السهو بعد السلام و هو حسن وإطلاق ما في الصحيح أنه صلى الله عليه وسلم سها فلما قضٰى صلاته سلم ثم سجد وسلم والمطلق ينصرف إلى المعهود منه والبسط في الإعلاء والله أعلم

۳ / جمادی الثانیۃ ۱۳۴۶ھ - (امداد الاحکام: ۲/۲۹۵-۲۹۶)

بعد درود و دعا سجدۂ سہو کرے، یا نہیں:

سوال: اگر سجدۂ سہو کرنا تھا؛ مگر درود شریف و دعاء ماثورہ بھی پڑھ گیا تو سجدۂ سہو کرے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو بعد پڑھنے درود شریف کے بھی کرنا چاہیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۰۸)

دعائے ماثورہ کے بعد سجدۂ سہو یاد آئے:

سوال: ایک شخص پر سجدۂ سہو واجب تھا؛ مگر بھول کر التحیات درود، دعائے ماثورہ پڑھ لیا، پھر یاد آیا کہ مجھ پر سجدۂ سہو تھا تو کیا پھر سے التحیات پڑھ کر سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟ یاد آتے ہی سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لینا کافی تھا۔

هو المصوب

صورتِ بالا میں یاد آتے ہی سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳/۱۴۸)

سجدۂ سہو واجب ہو اور وہ یاد آیا دونوں سلام پھیرنے کے بعد تو کیا کرے:

سوال: کسی نماز میں سجدۂ سہو واجب ہو جائے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو یاد آ گیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۷۸، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) ويأتي بالصَّلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء في القعود الأخير في المختار وقيل: فيهما احتياطاً.
(الدر المختار مع ردالمحتار، باب سجود السهو: ۲/۷۹، دار الفكر بيروت، انيس)

الجواب

سجدۂ سہو کرے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱۲/۴)

دونوں سلام کے بعد سجدۂ سہو یاد آنے پر کیا کرے:

سوال: نماز میں دونوں سلام کے بعد سجدۂ سہو یاد آیا تو منفرد کیا کرے اور امام کیا کرے؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

اگر دونوں سلام کے بعد سجدۂ سہو یاد آجائے تو فوراً سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔ ہاں اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی کام کرنے لگا، یا کسی سے بولنے لگا، یا دعا کرنے لگا، یا اٹھ کر کھڑا ہوا، یا نماز کے منافی کوئی دوسرا عمل کیا تو سجدۂ سہو کا موقع نہیں رہا۔ (۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۶/۹/۱۳۶۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۵/۲)

اگر امام سجدۂ سہو بھی بھول گیا، سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو؟

سوال: امام سے نماز میں سہو ہوا اور سجدۂ سہو بھی بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، مقتدیوں کو یاد تھا بعد انفراغ امام انھوں نے صرف سجدۂ سہو ادا کیا تو اندریں صورت مقتدیوں کی طرف [سے] جبر نقصان ہو جاوے گا، یا نہیں؟

الجواب

اگر امام نے بعد دو سلام کے قبل کسی حرکت منافی صلوٰۃ کے سجدہ کیا تو درست ہے اور سب کی نماز کا جبر ہوا اور جو مقتدی تنہا سجدہ کرے گا، وہ معتبر نہیں اور نہ جائز ہو سکتا ہے۔

(مجموعہ رامپور، ص: ۹) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۸)

سلام پھیر دینے کے بعد سجدۂ سہو یاد آیا تو کیا کرے:

سوال: ایک شخص کی نماز میں سہو واقع ہوا اور اسے پھر اس کا خیال نہ رہا اور سلام پھیر دیا، سلام کے بعد ہی پھر اسے خیال آیا تو اس نے سجدۂ سہو کا اعادہ کیا، اس صورت میں اس کی نماز درست ہوئی، یا نہیں؟ اور نیز اس کا سجدہ سہو؟

(۱) ولو نسی السهو أو سجدة صلبية أو تلاوية يلزمه ذلک ما دام فی المسجد. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۹۱/۲، دار الفكر بيروت، ظفير)

(۲) ولو نسی السهو أو سجدة صلبية أو تلاوية يلزمه ذلک ما دام فی المسجد. (الدر المختار)

(قوله: مادام فی المسجد) ...فی البدائع من أن السجود لا يسقط بالسلام ولو عمدًا، ألا إذا فعل فعلاً يمنعه من البناء بأن تكلم أو قهقه أو أحدث عمدًا أو خرج من المسجد أو صرف وجهه عن القبلة وهو ذاكر له، لأنه فات محله وهو تحريمة الصلاة فسقط ضرورة فوات محله، آه. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۹۱/۲، دار الفكر بيروت، انيس)

الجواب

اگر سلام کے بعد بات چیت کرنے اور مسجد سے نکلنے سے پہلے سجدہ سہو کرلیا تو نماز درست ہوگئی اور اگر مسجد سے نکل کر، یا کلام کر کے سجدہ سہو کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

قال فی الخلاصة: وإن سلم وهو لا يريد أن يسجد لسهوه لم يكن تسليمه ذلك قطعاً حتٰى لو بدأ له أن سجدتي السهو فإن تكلم أو خرج من المسجد لا يأتي بهما. (۱۷۳/۱)(۱) واللہ اعلم

۶/ جمادی الاولی ۱۳۴۰ھ۔ (امداد الاحکام: ۲۸۳/۲)

جمعہ وعیدین میں سہو ہے، یا نہیں:

سوال: جمعہ وعیدین میں سہو ہے، یا نہیں؟

الجواب

مختار متاخرین یہ ہے کہ جمعہ وعیدین میں جب کہ مجمع زیادہ ہو، سجدۂ سہو نہ کرے۔ (کذا فی الدر المختار والشامی) (۲)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۱۱/۴)

عیدین و جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر عیدین کی تکبیریں تحریمہ کے بعد کی بھول جاوے، یا دوسری رکعت میں تکبیریں بھول جاوے اور سجدۂ سہو کا بھی نہ کرے، وہ نماز ہو جاوے گی، یا نہیں؟

خلاصہ یہ کہ اگر عیدین میں کوئی واجب ترک ہو جاوے اور سجدہ سہو کا نہ کیا، ایسی نماز جائز ہے، یا از سر نو پڑھنی چاہیے؟

---

(۱) وذكر هذه المسئلة في الأصل وشَرَطَ لأداء الصحة شرطاً زائداً، فقال: إذا سلم وهو لا يريد أن يسجد لسهوه لم يكن تسليمه ذلك قطعاً، حتى لو بدا أن يسجد له وهو في مجلسه قبل أن يقوم وقبل أن يتكلم، فإنه يسجد سجدتي السهو، فقد شرط لأداء سجدتي السهو شرطاً زائداً، وهو أن لا يتكلم، ولا يقوم عن مجلسه ذلك، فهذا إشارة إلى أنه متى قام عن مجلسه واستدبر القبلة أنه لا يأتي بسجدتي السهو، وإن كان لم يخرج عن المسجد. (المحيط البرهاني، الفصل السابع عشر في سجود السهو: ۷/۲، دار إحياء التراث العربي بيروت/الأصل للشيباني، باب السهو في الصلاة: ۲۰۰/۱، دار ابن حزم بيروت، انيس)

(۲) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواءٌ والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة. (الدر المختار)

وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه بل الأولٰى تركه لئلا يقع الناس في فتنة. (ردالمحتار، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دار الفكر بيروت، ظفير المفتاحي)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدرالمختار: والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه فی الأولين لدفع الفتنة، كما فی جمعة البحر وأقره المصنف وبه جزم فی الدرر، آه. (فی ردالمحتار): لكنه قيده محشيها الوانی بما إذا حضر جمع كثير وإلا فلا داعی إلى الترك، ط. (۷۸۷/۱)(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ وعیدین میں مجمع کثیر ہو تو ان میں سجدۂ سہو نہ کرے۔

۳؍شوال ۱۳۲۷ھ (تتمہ اولیٰ: ۲۱) (امدادالفتاویٰ جدید: ۵۴۵/۱)

نماز عیدین میں سجدۂ سہو کا حکم:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۸؍فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

سوال: اگر امام کو نماز عیدین میں سہو ہو جائے اور واجب کو بھول کر مؤخر کر دے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

عید اور جمعہ کی نماز میں جب کہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت شریک نماز ہو اور سجدۂ سہو کرنے سے تلبس کا قوی اندیشہ ہو، سجدۂ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے؛ تاکہ نماز اختلال وانتشار سے محفوظ رہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۴۲۰/۳)

نماز جمعہ وعید میں سجدۂ سہو:

سوال: نماز جمعہ ونماز عیدین میں اگر سجدۂ سہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(المستفتی: ۱۰۰۷، عبدالستار (گیا) ۲۹؍ربیع الاول ۱۳۵۵ھ، ۲۰؍جون ۱۹۳۶ء)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

جماعت زیادہ بڑی نہ ہو اور گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ وعیدین میں بھی سجدۂ سہو کر لیا جائے، البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سجدۂ سہو ترک کر دینا مباح ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۴۱۷/۳)

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دارالفكر بيروت، انيس

(۲-۳) والسهو فی صلاة العيد والجمعة و المكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه فی الأولیين لدفع الفتنة، كما فی جمعة البحر، إلخ، وفی الشامية: "قيده محشيها الوانی بما إذا حضر جمع كثير، وإلا فلا داعی إلى الترك. (الدرالمختار مع ردالمحتار، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دارالفكر بيروت، سعيد)

جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو:

سوال: اگر جمعہ، یا عیدین کی نماز میں کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو امام کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اگر مجمع کم ہے کہ مقتدی سب سمجھ جائیں گے کہ امام نے سجدۂ سہو کیا ہے، تب تو سجدۂ سہو کرلیا جائے، اگر مجمع زیادہ ہے کہ مقتدیوں کو پتہ نہیں چلے گا؛ بلکہ وہ سمجھیں گے کہ امام نے نماز ختم کرنے کے لیے سلام پھیر دیا ہے تو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیے۔ (طحطاوی، ص:۲۵۳) (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۵۷/۷)

عیدین اور جمعہ کی نماز میں سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: عیدین اور جمعہ کی نماز میں سجدۂ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

چوں کہ عیدین اور جمعہ کی نماز میں عموماً مجمع بہت زیادہ ہوتا ہے، اگر سجدۂ سہو کیا جائے تو لوگوں کی نماز خراب ہونے کا اندیشہ ہے؛ اس لیے جمعہ اور عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو ساقط ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیے، البتہ اگر جمعہ اور عیدین میں بھی مجمع زیادہ نہ ہو تو سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۳/۵/۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۶/۲)

جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو:

سوال: جمعہ اور عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہیں ہے، اگر غلطی سے الحمد شریف کے بعد دو آیات کی تلاوت ہوئی،

---

(۱) حاشية الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح، باب سجود السهو، ص: ٤٦٦، قديمی

وفی جمعة حاشية أبی السعود عن العزمية: أنه ليس المراد عدم جوازه، بل الأولٰی تركه، لئلا يقع الناس فی فتنة (قوله: وبه جزم فی الدرر) لكنه قيده محشيها الوانی بها إذا حضر جمع كثير، وإلا فلاداعی إلی الترک". (رد المحتار، باب سجود السهو: ٩٢/٢، سعيد)

(۲) والسهوفی صلی العيد والجمعة والمكتوبة و التطوع سواء) والمختارعند المتأخرين عدمه فی الأوليين لدفع الفتنة كما فی جمعة البحر، وأقرّه المصنف، وبه جزم فی الدرر. (الدرالمختار)

(قوله: عدمه فی الأوليين) الظاهرأن الجمع الكثيرفيما سواهما كذلک كما بحثه بعضهم، وكذا بحثه الرحمتی و قال: خصوصًا فی زماننا، وفی جمعة حاشية أبی السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه، بل الأولی تركه لئلاّ يقع الناس فی فتنة اهـ. (قوله وبه جزم فی الدرر) لكنه قيَّده محشيها الوانی بما إذا حضرجمع كثير وإلا فلا داعی إلی الترک" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٩٢/٢، دارالفكر بيروت، انيس)

جن میں ایک آیت کی تلاوت نامکمل ہوئی، آیت میں ''جبار'' کے بجائے ''غفار'' پڑھا گیا اور اب صرف ایک ہی آیت مکمل ہوئی تو کیا جمعہ کی نماز ہو جائے گی؟ (آصف اقبال، سیتا مڑھی، بہار)

الجواب

جمعہ وعیدین میں زیادہ ازدحام ہوتا ہے اور سجدۂ سہو کرنے کی صورت میں انتشار کا اندیشہ ہے؛ اس لیے سجدۂ سہو ضروری نہیں۔

والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأولين (صلاة العيد والجمعة) لدفع الفتنة''. (۱)

لیکن اگر کوئی مفسد نماز پیش آجائے، تو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، قرأت میں اگر ایسی غلطی ہوگئی کہ معنی ہی بدل گیا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، تین آیت کے اندر ہو، یا تین آیت کے بعد، ''جبار'' کی جگہ ''غفار'' پڑھ دینا بھی ایسی ہی غلطی ہے؛ اس لیے نماز لوٹانی چاہیے؛ تاہم واضح رہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات صرف واجب ہیں، اگر کوئی غلطی ہو جائے؛ لیکن ایسی غلطی نہ ہو تو نماز جمعہ ہو جائے گی، تین آیات کی مقدار نماز میں فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بشمول تین آیات ہو جائیں، جب امام سورہ فاتحہ پڑھ چکا ہے تو تین آیات ہوگئیں اور فرض ادا ہو گیا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۴-۴۴۵)

جماعت کثیرہ ہو تو سجدۂ سہو ساقط ہے:

سوال: اگر نماز جمعہ، یا تراویح میں واجب ترک ہو جائے تو وہاں بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا معاف ہے؟ جیسے نماز عیدین میں نسبت کثرت ہجوم کے سجدۂ سہو معاف ہے، جیسے اور نمازوں میں قعدہ بیٹھا تھا، کھڑا ہو گیا، یا مقدار تین تسبیح خاموش رہا وغیرہ تو یہاں پر سجدۂ سہو لازم ہے؟ (۱۴/رمضان/۱۳۵۵ھ)

الجواب حامدًا ومصليًا

جمعہ، عیدین، تراویح میں اگر جماعت زیادہ ہو اور مقتدیوں کی تشویش کا خیال غالب ہو تو سجدۂ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے اور اگر مقتدیوں کی تشویش کا غالب خیال نہیں، مثلاً: جماعت مختصر ہے کہ سب کو سجدۂ سہو کا علم ہو جائے گا اور تشویش کا خیال غالب ہو تو سجدۂ سہو کرنا اولیٰ ہے اور اگر مقتدیوں کی تشویش نہ ہوگی تو جس صورت میں کہ کوئی واجب سہو ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

ولايأتي الإمام بسجود السهو في الجمعة والعيدين دفعا للفتنة بكثرة الجماعة، وبطلان صلاة من يرى لزوم المتابعة، وفساد الصلاة بتركه، إلخ''. (مراقي الفلاح) (۲)

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ٤٦٥-٤٦٦، انيس

(قوله: بكثرة الجماعة) الباء للسببية، وهى متعلقة بقوله: للفتنة، وأخذ العلامة الوانى من هٰذه السببية أن عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا فا لظاهر السجود لعدم الداعى إلى الترك، وهو التشويش، إلخ". (طحطاوى)(۱)

وقال الشامى: "الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثة ... ليس المراد عدم جوازه، بل الأولى تركه، لئلا يقع الناس فى فتنة، الخ". (ردالمحتار: ۷۸۷/۱)(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف، ۱۶/رمضان/۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۵۵/۷-۴۵۶)

تکبیرات عیدین کو ترک کردینا:

سوال: تکبیرات عیدین کو سہواً ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

لازم ہوجاتا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

ويلزمه السهو إذا زاد فى صلاته فعلاً من جنسها ليس منها أو ترك قراء ة الفاتحة الكتاب أو القنوت أو التشهد أو تكبيرات العيدين، انتهٰى. (۳)

اور عالمگیریہ میں ہے:

ومنها تكبيرات العيدين، قال فى البدائع: إذا تركها أو نقص منها، أو زاد عليها أو أتى بها فى غير موضعها فإنه يجب عليه السجود، كذا فى البحر الرائق، ويستوى فى الزيادة والنقصان القليل والكثير فقد روى عن الحسن عن أبى حنيفة إذا سها الإمام عن تكبيرة واحدة فى صلٰوة العيد يسجد للسهو، كذا فى الذخيرة، انتهٰى. (۴)

اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

ولو سهى عن تكبيرات العيدلزم السهو، انتهٰى.

(۱) حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، باب سجود السهو، ص: ٤٦٥-٤٦٦، قديمى

(۲) ردالمحتار، باب سجود السهو: ٩٢/٢، سعيد

(۳) الهداية، باب سجود السهو: ١٣٧/١، ثاقب بكدپو ديوبند، انيس

(۴) الفتاوىٰ الهندية، الباب الثانى عشر فى سجود السهو: ١٢٨/١، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

اورتنویرالابصار میں ہے:

والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء،انتهى. (۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۱۵-۲۱۶)

عید کی دوسری رکعت میں تکبیر زوائد چھوڑ کر امام رکوع میں گیا، رکوع سے اٹھ کر تکبیرات کہی، کیا حکم ہے:

سوال: نمازِ عید الاضحیٰ کی دوسری رکعت میں امام نے سہواً بلاتکبیر پکارے ہوئے رکوع کیا، کچھ لوگوں نے تکبیر رکوع بھی ضرور ادا کی اور امام صاحب نے تسبیح رکوع ادا نہیں کی۔ (واللہ اعلم بالصواب) جماعت کثیر تھی؛ یعنی مسجد کی چھت پر بھی مقتدی لوگ تھے، پھر امام نے قیام کر کے تکبیرات پکارا اور دوبارہ رکوع وقیام کیا اور سجود ادا کر کے بدونِ ادائے سجدۂ سہو سلام پھیر دیا۔ بصورت مذکورہ بالا نماز بلا کمی ونقص ادا ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

امام اگر بلا تکبیرات زوائد کہے دوسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا تو اس کو نہ چاہیے تھا کہ پھر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ کر تکبیرات کہتا؛ بلکہ درمختار میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہا ہے، اگر چہ شامی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی۔

كذا نقله عن ابن الهمام في العود إلى القعود الأول بعد القيام. (۱)

قال في الدر المختار: ولا يعود إلى القيام ليكبر في ظاهر الرواية فلو عاد ينبغي الفساد. (۲)

وفي الشامي: وقد علمت أن العود رواية النوادر على أنه يقال عليه ماقاله ابن الهمام في ترجيح القول بعدم الفساد فيما لو عاد إلى القعود الأول بعد ما استتم قائماً،الخ. (۳)

اور صلوٰۃ عید وجمعہ میں بوجہ اژدحام کثیر کے متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی سہو ہو تو سجدۂ سہو نہ کرے، **لئلا يقع الناس في الفتنة.** فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۳۹۰-۳۹۱)

عیدین میں تکبیرات بھولنے پر سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے، اگر پیش امام ایک تکبیر بھول جائے تو سجدۂ سہو کیا جائے، یا نماز دوہرائی جائے؟

(المستفتی: ۲۴۷۲، شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس) ۸/صفر ۱۳۵۸ھ، ۳۰/مارچ ۱۹۳۹ء)

---

(۱) ردالمحتار، باب سجود السهو: ۲/۹۲، دارالفكر بيروت، انيس

(۲) أي وإن استقام قائماً لايعود لاشتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب فلو عاد إلى القعود بعد ذلك تفسد صلاته لرفض الفرض لما ليس بفرض وصححه الزيلعي وقيل لا تفسد لكنه يكون مسيئًا ويسجد لتأخير الواجب وهو الأشبه، كما حققه الكمال و هو الحق. (الدرالمختار على رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۸٤، دارالفكر بيروت، ظفير)

(۳) الدرالمختار على هامش ردالمحتار، باب العيدين: ۲/۱۷٤، دارالفكر بيروت، انيس

(۴) رد المحتار، باب العيدين، مطلب أمر الخليفة لايبقى بعد موته: ۲/۱۷٤، دارالفكر بيروت، ظفير

الجواب

سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی:۳/۴۱۸)

تکبیرات عید بھول گیا:

سوال: اگر امام نماز عید کی پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد کہنا بھول جائے اور رکوع میں پہنچ کر یاد آئے تو اس کو اب کیا کرنا چاہیے؟ آیا رکوع میں تکبیرات زوائد کہے اور رکوع کی تسبیحات کو ترک کرے، یا رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہو کر تکبیرات زوائد کہے اور پھر رکوع کا اعادہ کرے، یا کچھ بھی نہ کرے؛ بلکہ رکوع کے بعد سجدہ وغیرہ کر کے سجدۂ سہو کرے، یا سجدۂ سہو بھی نہ کرے اور نماز عید دوبارہ پڑھے؟

الجواب حامدًا و مصليًا

ایسی صورت میں نہ تکبیرات زوائد رکوع میں کہے، نہ رکوع سے لوٹ کر کہے، نہ سجدۂ سہو کرے کہ ہر صورت میں تشویش ہے اور نمازیوں کی نماز خراب ہونے کا قوی مظنہ ہے، ایسی حالت میں سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے اور نماز کا اعادہ بھی واجب نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ میں فقہا کے دوسرے اقوال بھی ہیں، جو کہ بحر، فتح القدیر(۲) وغیرہ میں مذکور ہیں؛ لیکن ردالمحتار:۱/۵۶۱ میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، جو یہاں درج کیا گیا۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۷/۴۵۹-۴۶۰) == ☆

(۱) ومنها تكبيرات العيدين،قال في البدائع :"إذا تركها أونقص منها أو زاد عليها ... فإنه يجب عليه السجود، فقد روى عن الحسن عن أبى حنيفة إذا سها الإمام عن تكبيرة واحدة فى صلاة العيدين يسجد للسهو.(الفتاوىٰ الهندية،الباب الثانى عشرفى سجود السهو: ۱/۱۲۸،مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۲) العاشر فى تكبيرات العيدين،قال فى البدائع:إذا تركها،أونقص منها،أوزاد عليها،أو أتى بها فى غيرموضعها،فإنه يجب عليه السجود،و ذكر فى كشف الأسرار أن الإمام إذا سها عن التكبيرات حتىٰ ركع،فإنه يعود إلى القيام؛لأنه قادرعلىٰ حقيقة الأداء،فلا يعمل بشبهه بخلاف المسبوق إذا أدرك الإمام فى الركوع، فإنه يأ تى بالتكبيرات فى الركوع؛ لأنه عجزعن حقيقته فيعمل بشبهه.(البحرالرائق،باب سجود السهو:۲/۱۷۰،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(أو القنوت أو التشهد أو تكبيرات العيدين)؛لأنها واجبات،فإنه عليه الصلاة والسلام واظب عليها من غير تركها مرة،وهى أمارة الوجوب،ولانها تضاف إلىٰ جميع الصلاة فدل أنها من خصائصها،وذلک بالوجوب...و فيها سجدة السهو هوالصحيح".(الهداية،باب سجود السهو: ۱/۱۳۷،ثاقب بکڈپوديوبند،انيس)

(۳) (قوله:عدمه فى الأوليين)الظاهرأن الجمع الكثير فيما سواهما كذلک،كما بحثه بعضهم ط،وكذا بحثه الرحمتى،وقال:خصوصًا فى زماننا،و فى جمعة حاشية أبى السعود عن العزمية:أنه ليس المراد عدم جوازه،بل الأولىٰ تركه لئلا يقع الناس فى فتنة. (ردالمحتار،باب سجود السهو:۲/۹۲،سعيد)

نماز عید میں تکبیرات زوائد بھول جائے:

سوال: عالم پلی وقار آباد کی ایک عیدگاہ میں عید کی نماز میں امام صاحب پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر ثناء

== ☆ **نماز عید میں اگر تکبیرات بھول جائے تو کیا کیا جائے:**

سوال: نماز عیدین میں اگر تکبیرات واجبہ امام بھول گیا، یہاں تک کہ رکوع میں چلا گیا تو رکوع میں آہستہ، یا بلند آواز سے تکبیریں کہہ سکتا ہے، یا نہیں؟

نماز عید میں تکبیر زائد کہنے سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر امام نے تکبیریں چھ سے زائد کہہ لیں تو کیا سجدہ سہو ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

(۱) آہستہ رکوع ہی میں کہہ لے۔ (فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام تکبیرات عیدین بھول کر رکوع میں چلا جائے تو قیام کی طرف لوٹ کر تکبیرات کہے اور پھر رکوع کرے؛ لیکن متاخرین کے فتویٰ کے مطابق جمعہ وعیدین میں اگر سہو ہو جائے تو ازدحام کثیر کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ (العاشر تكبيرات العيدين،قال في البدائع:إذا تركها،أونقص منها،أو زاد عليها،أوأتى بها في غيرموضعها،فإنه يجب عليه السجود،وذكر في كشف الأسرار أن الإمام إذا سها عن التكبيرات حتٰى ركع،فإنه يعود إلى القيام؛لأنه قادرعلٰى حقيقة الأداء،فلا يعمل بشبهه بخلاف المسبوق إذا أدرك الإمام في الركوع، فإنه يأتي بالكبيرات في الركوع؛لأنه عجز عن حقيقته فيعمل بشبهة.(البحرالرائق،كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۱۷۰/۲، دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(أوالقنوت أو التشهد أو تكبيرات العيدين)؛لأنها واجبات،فإنه عليه الصلاة والسلام واظب عليها من غير تركها مرة،وهي أمارة الواجوب،ولأنها تضاف إلٰى جميع الصلاة فدل أنها من خصائصها،وذلك بالوجوب... وفيها سجدة السهو هوالصحيح".(الهداية،باب سجود السهو: ۱۳۷/۱،ثاقب بكدپو ديوبند،انيس)

(قوله:عدمه في الأوليين)الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك ،كما بحثه بعضهم،وكذا بحثه الرحمتي ،وقال:خصوصا في زماننا،وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية:أنه ليس المراد عدم جوازه ، بل الأولٰى تركه لئلا يقع الناس في فتنة.(ردالمحتار،باب سجود السهو: ۹۲/۲،سعيد)

وذكر في كشف الأسرار أن الإمام إذا سها عن التكبيرات حتٰى ركع،فإنه يعود إلى القيام؛لأنه قادر علٰى حقيقة الأداء فلا يعمل بشبهة.(البحرالرائق،با ب سجود السهو: ۱۷۰/۲،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(۲) عیدین میں عامۃ مجمع کثیر ہوتا ہے اور سجدۂ سہو کرنے سے انتشار ہو جاتا ہے، لوگوں کو پتہ نہیں چلتا، اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ سجدۂ سہو ساقط ہے، اگر کوئی تکبیر بھول کر زائد کہی یا کم کر دی، تو سجدۂ سہو نہیں۔ ("قوله: عدمه في الأوليين)الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذالک كما بحثه بعضهم،وكذا بحثه الرحمتي،وقال:خصوصًا في زماننا،وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية:أنه ليس المراد عدم جوازه،بل الأولٰى تركه لئلا يقع الناس في فتنة.(ردالمحتار،باب سجود السهو: ۹۲/۲،سعيد) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۵۸/۷-۴۵۹)

پڑھنے کے بعد تین بار زائد تکبیرات کہنے کے بجائے سورہ فاتحہ پڑھنے لگے، امام صاحب نے نماز توڑ دی اور مصلیوں سے بھی کہا کہ وہ اپنی نماز توڑ دیں، اس کے بعد پھر چھ زائد تکبیرات کے ساتھ نماز ادا کی گئی، نماز کے بعد لوگوں نے اعتراض کیا کہ امام صاحب نماز توڑنے کے بجائے مصلیوں کا لقمہ قبول کر لیتے اور تکبیرات کہہ کر نماز پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی؟　　(بلال احمد، سمستی پور)

الجواب

اگر امام صاحب مقتدیوں کے لقمہ پر تکبیرات کہہ کر پھر دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھ لیتے اور سورہ ملا لیتے تو یہ کافی تھا، نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں تھی۔ فقہاء نے مسئلہ یہی لکھا ہے کہ اگر امام نے تکبیرات زوائد کہے بغیر بھول کر قرأت شروع کر دی اور سورۂ فاتحہ وضم سورہ دونوں کر یں تو تکبیرات کو لوٹائے نہیں؛ بلکہ اسی طرح نماز پوری کر لے اور اگر سورہ فاتحہ کے درمیان، یا سورہ فاتحہ پوری کرنے کے بعد تکبیرات زوائد کے بارے میں تنبہ ہو گیا تو اسی وقت تکبیرات کہہ لے اور دوبارہ سورہ فاتحہ کی قرأت کر کے سورہ ملا لے۔

إن بدأ الإمام بالقراء ة سهوًا فتذكر بعد الفاتحة والسورة يمضى فى صلاته، وإن لم يقرأ إلا الفاتحة كبر وأعاد القراء ة لزومًا. (۱)

واضح ہو کہ تکبیرات زوائد واجب ہیں، واجب کے ترک پر سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے؛ لیکن اگر مصلیوں کا ہجوم ہو، تو سجدۂ سہو کرنا ضروری نہیں؛ اسی لیے فقہا نے جمعہ اور عیدین میں سجدۂ سہو واجب قرار نہیں دیا ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۳-۴۴۴)

عیدین میں تکبیر زوائد میں کمی کی، تو کیا حکم ہے:

سوال: زید نے عید کی نماز پڑھائی تو رکعت اولیٰ میں بجائے چار تکبیروں کے تین تکبیریں ادا کی، آیا وہ نماز ہوئی کہ نہیں؟

الجواب

تکبیرات عیدین واجب ہیں، علاوہ تکبیر افتتاح ورکوع کے تین تین واجب ہیں، اگر ان میں سے کوئی تکبیر چھوڑے گا تو ترکِ واجب ہوگا اور ترکِ واجب سے سجدہ لازم ہوتا ہے؛ مگر چونکہ نمازِ عیدین میں سجدہ سہو نہیں ہے، لہٰذا نماز ہو گئی۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۳۸۴)

(۱) ردالمحتار، باب العيدين، مطلب أمر الخليفة لايبقٰى بعد موته: ۱۷۲/۲، دارالفكر بيروت، انيس

وفى الـمُـحيـطِ إنْ بَـدَأَ الْإِمَامُ بِالْقِرَائَةِ سَهْوًا ثُمَّ تَذَكَّرَ فَإِنْ فَرَغَ من قِرَائَةِ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ يَمْضِى فى صَلَاتِهِ وَإِنْ لم يَقْرَأْ إلَّا الْفَاتِحَةَ كَبَّرَ وَأَعَادَ الْقِرَاءَ ةَ لُزُومًا لِأَنَّ الْقِرَائَةَ إذَا لم تَتِمَّ كان امْتِنَاعًا عن الْإِتْمَامِ لَا رَفْضًا لِلْفَرْضِ. (البحر الرائق، باب العيدين: ۱۷٤/۲، دارالمعرفة بيروت، انيس)

(۲) والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه فى الأوليين

عیدالاضحیٰ کی نماز میں تکبیر زوائد چھوٹ جائے:

سوال: عیدالاضحیٰ کی نماز میں دوسری رکعت میں امام نے قرأت کے بعد تین زوائد تکبیریں نہیں کہا، سیدھے رکوع چلے گئے، مقتدیوں نے لقمہ بھی دیا؛ لیکن امام نے کوئی توجہ نہیں دی اور نماز پوری کردی اور پھر دعا وخطبہ ہوا، کیا زائد تکبیریں چھوڑنے سے نماز ہوجائے گی؟

هو المصوب

نماز ہوجائے گی؛ اس لیے کہ تکبیریں واجب تھیں اور وہ چھوٹ گئیں، لہٰذا سہو کرنا چاہیے تھا؛(۱) لیکن عیدین میں چوں کہ مجمع کثیر ہوتا ہے اور سجدۂ سہو کرنے میں انتشار پیدا ہوگا، لہٰذا ایسی صورت میں سجدۂ سہو ساقط ہوجائے گا۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱۴۰/۳)

تکبیرات زوائد میں اضافہ سے سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: عیدین کی نمازوں میں بجائے چھ تکبیروں کے غلطی سے نو تکبیریں کہہ دے تو سجدۂ سہو لازم آئے گا، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۰۷/۴) ☆

== لدفع الفتنة كما في جمعة البحر و أقره المصنف وبه جزم في الدرر. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دارالفكر بيروت، ظفير)

(۱) ...أو القنوت أو التشهد أو تكبيرات العيدين؛ لأنها واجبات؛ لأنه عليه السلام واظب عليها من غير تركها مرة. (الهداية، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دارالفكر بيروت، انيس)

عن المغيرة بن شعبة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا قام الامام في الركعتين فإن ذكر قبل أن يستوي قائما فليجلس، فإن استوى قائما فلا يجلس و يسجد سجدتي السهو. (سنن أبي داؤد، باب من نسي أن يتشهد و هو جالس، رقم الحديث: ۱۰۳۶/سنن الترمذي، باب ما جاء في سجدتي السهو قبل السلام، رقم الحديث: ۳۹۱، انيس)

(۲) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة و التطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة، كما في جمعة البحر. (ردالمحتار، باب سجود السهو: ۹۲/۲، دارالفكر بيروت، انيس)

(۳) ويصلي الإمام بهم ركعتين مثنيا قبل الزوائد وهي ثلاث تكبيرات في كل ركعة ولو زاد تابعه إلىٰ ستة عشر؛ لأنه مأثور، آه. (الدرالمختار: ۷۸۰/۱)(باب العيدين: ۱۷۲/۲، دارالفكر بيروت، انيس)

☆ **سجدۂ سہو سے پہلے تشہد وسلام ہے اور سجدۂ سہو کے بعد بھی تشہد (درود وغیرہ) اور سلام ہے:**

پہلا سلام سجدۂ سہو اور دوسرا نماز کو ختم کرنے کا ہوتا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کو سہو ہوا تو آپ) نے سلام پھیرا پھر سجدۂ سہو کیا پھر سلام پھیرا‘‘۔ (جامع الأصول: ۵۴۴/۵، صحيح لمسلم، باب السهو في الصلاة والسجود له) ==

== حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز پڑھائی تو سہو ہو گیا، اس کی وجہ سے آپ نے (تشہد کے بعد) دوسجدے کئے، پھر تشہد پڑھا اور اس کے بعد سلام پھیرا''۔(عن عمران بن حصين:''أن النبى صلى الله عليه وسلم صلٰى بهم فسهٰى فسجد سجدتين ثم تشهد ثم سلم''.(رواه الترمذى وأبوداؤد والنسائى،جامع الأصول: ٥٤٤/٥)اعلاء السنن:١٤١/٧،سنن الترمذى،باب ما جاء فى التشهد فى السهو،وقال الترمذى،هٰذا الحديث حسن غريب)

عمرابن حصین کی اس روایت میں تشہد کے ذکر پر کلام بھی کیا گیا ہے، مگر اعلاء السنن (۱۴۱/۷، ۱۴۲) میں اس کی وضاحت وجواب میں فتح الباری سے نقل کرتے ہوئے آیا ہے کہ سجدۂ سہو کے ساتھ یعنی اس سے پہلے تشہد کا تذکرہ حضرت عمران کے علاوہ حضرت ابن مسعود وحضرت مغیرہ سے بھی مروی ہے، اگرچہ ان میں بھی ضعف ہے، مگر فقد يقال:أن الأحاديث الثلاثة فى التشهد باجتماعها ترتقى إلٰى درجة الحسن. (إعلاء السنن:١٤١/٧)وراجع فتح البارى(٩٩/٣)وأقول:رواه الحاكم (المستدرك: ٤٢٣/١)وقال:صحيح علٰى شرط الشيخين)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں: ''اگر تم نماز میں ہو اور تم کو تین یا چار میں شک ہو اور چار کا تم کو گمان زیادہ ہو تو تشہد پڑھو، پھر (ختم نماز کا) (بین القوانین اضافہ) (ختم نماز کا اور سلام پھیرنے کے بعد) اس لیے کیا گیا کہ ابن مسعود سے صحیح روایات میں سلام کے بعد سجدۂ سہو نقل کیا گیا ہے، اس سے پہلے اور اس کے بغیر نہیں۔ (ملاحظہ ہو حدیث ۴۷۹، واعلاء السنن: ۱۴۳/۷) سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے ہوئے ہی دوسجدے کرو (سلام پھیرنے کے بعد)، پھر دوبارہ تشہد پڑھو، پھر سلام پھیرو''۔(عن ابن مسعود رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:''إذا كنت فى الصلاة وشككت فى ثلاث أو أربع وأكبر ظنك علٰى أربع،تشهدت ثم سجدت سجدتين وأنت جالس قبل أن تسلم تشهدت أيضاً ثم تسلم'' .(رواه أبوداؤد،باب من قال يتم علٰى أكبر ظنه،قال أبوداؤد:رواه عبد الواحد عن خصيف ولم يرفعه ووافق عبد الواحد أيضاً سفيان وشريك واسرائيل واختلفوا فى متن الحديث ولم يسندوه،قال البيهقى فى المعرفة (٣/ ٢٨٢):هٰذا الحديث مختلف فى رفعة ومتنه،وخصيف،غير قوى،وأبوعبيده عن أبيه مرسل،وفى الاعلاء (١٤٢/٧ ....)محيا عن الأمور الثلاثة:قد تقدم غير مرة ان حديثى عبيدة)عن أبيه صحيح قد صحح الدارقطنى عدة أحاديث من حديثه عن أبيه،ومحمد بن مسلمة (الراوى عن خصيف) أخرج له مسلم وزيادة الثقة اذا كان غير منافية مقبولة فيرجع الرفع،وخصيف ضعفه أحمد ووثقة ابن معين وأبوزرعة وقال ابن عدى:اذا حدث عنه ثقة فلا بأس بحديثه ورواته الا أن يروى عنه عبد الغزيز بن عبد الرحمن الخ ... وبالجملة فالحديث حسن فانه ليس من رواية عبد الغزيز عن خصيف بل من رواية محمد بن مسلمة عنده،وأقول:فى هامش جامع الأصول(٥٣٤/٥)لم يذكر إلا عدم سماع أبى عبيدّ عن أبيه.أقول:قد حسن لخصيف الترمذى فى جامعه (راجع تفسير آل عمران)

سجدۂ سہو کے لیے سلام کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرنا اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی تو دورکعت پر سلام پھیر دیا اور بعد میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر کو اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر کو اٹھایا۔(عن أبى هريرة قال:''صلٰى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم احدٰى صلٰوة العشى ... فصلٰى ركعتين وسلم ثم كبرثم سجد ثم كبرفرفع ثم كبر ثم رفع''.(الحديث)(جامع الأصول: ٥٣٨/٥) ونسبه إلى الشيخين/مسلم،باب السهوفى الصلاة والسجود له،والبخارى،باب يكبرفى سجدتى السهو.وراجع جامع الأصول:٥٤٧/٥-٥٠٠،وابن خزيمة:١٠٩/٢،وما بعده)

حضرت سعد بن ابی وقاص وحضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے منقول بھی یہی منقول ہے۔(مصنف ابن أبى شيبة: ٤٤/٣)(ماخوذ از احکام نماز اور احادیث وآثار)